خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

سوموار 24 جنوری 2022ء | 20 جمادی الثانی 1443 ہجری قمری | 24 صلح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:20

ارشاد باری تعالیٰ

وَ اَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَ الصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَ اِمَآئِکُمۡ ؕ اِنۡ یَّکُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ یُغۡنِہِمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۳۳﴾

(النور:33)

ترجمہ: اور تمہارے درمیان جو بیوائیں ہیں ان کی بھی شادیاں کراؤ اور اسی طرح جو تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے نیک چلن ہوں ان کی بھی شادی کراؤ۔ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی بنا دے گا اور اللہ بہت وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تین مرتبہ فرمایا:

اے علی! جب نماز کا وقت ہو جائے تو دیر نہ کرو۔ اور اسی طرح جب جنازہ حاضر ہو یا عورت بیوہ ہو اور اس کا ہم کفو مل جائے تو اس میں بھی دیر نہ کرو۔

(ماخوذ از ترمذی، کتاب الصلوۃ۔ باب فی الوقت الاوّل)

فرمان خلیفہ وقت

ایسی بعض بیوائیں ہوتی ہیں جو شادی کی عمر کے قابل ہوتی ہیں یا بعض ایسی جو اپنے تحفظ کے لئے شادی کروانا چاہتی ہیں ان کے رشتوں کے مسائل ہیں۔ لیکن ایسی بیوائیں بعض دفعہ معاشرے کی نظروں کی وجہ سے ڈر جاتی ہیں اور باوجود یہ سمجھنے کے کہ ہمیں شادی کی ضرورت ہے، وہ شادی نہیں کرواتیں۔ تو بہر حال مختلف طبقوں کے اپنے اپنے مسائل ہیں ہمارے بعض مشرقی ممالک میں، بیواؤں کے ضمن میں بات کروں گا، اس بات کو بہت برا سمجھا جاتا ہے بلکہ گناہ سمجھا جاتا ہے کہ عورت اگر بیوہ ہو جائے تو دوسری شادی کرے۔ اور بعض بیچاری عورتیں جو اپنے حالات کی وجہ سے شادی کرنا چاہتی ہیں ان کے بعض دفعہ رشتے بھی طے ہو جاتے ہیں لیکن ان کے عزیز رشتہ دار اس بات کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا۔ اور اس طرح ان کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں اور بیچاری عورت کو اتنا عاجز کر دیتے ہیں کہ وہ اپنی زندگی سے ہی بیزار ہوجاتی ہے۔ اور حیرت اس بات کی ہے کہ یہاں یورپ میں آ کر جہاں بقیہ صفحہ 14 پر

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

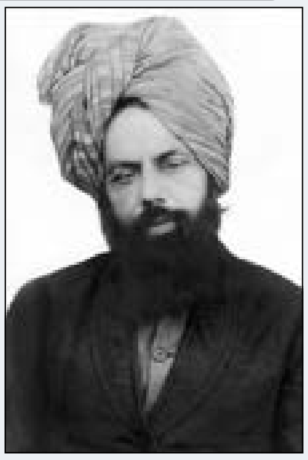

بیوگان کا نکاح

ایک شخص کا سوال حضرت اقدس کی خدمت میں پیش ہوا کہ بیوہ عورتوں کا نکاح کن صورتوں میں فرض ہے۔ اس کے نکاح کے وقت عمر، اولاد، موجودہ اسباب، نان و نفقہ کا لحاظ رکھنا چاہئے یا کہ نہیں۔ یعنی کیا بیوہ باوجود عمر زیادہ ہونے کے یا اولاد بہت ہونے کے یا کافی دولت پاس ہونے کے ہر حالت میں مجبور ہے کہ اس کا نکاح کیا جائے؟ فرمایا:۔

’’بیوہ کے نکاح کا حکم اسی طرح ہے جس طرح کہ باکرہ کے نکاح کا حکم ہے۔ چونکہ بعض قومیں بیوہ عورت کا نکاح خلاف عزت خیال کرتے ہیں اور یہ بدرسم بہت پھیلی ہوئی ہے اس واسطے بیوہ کے نکاح کے واسطے حکم ہوا ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر بیوہ کا نکاح کیا جائے۔ نکاح تو اسی کا ہوگا جو نکاح کے لائق ہے اور جس کے واسطے نکاح ضروری ہے۔ بعض عورتیں بوڑھی ہو کر بیوہ ہوتی ہیں۔ بعض کے متعلق دوسرے حالات ایسے ہوتے ہیں کہ وہ نکاح کے لائق نہیں ہوتیں مثلاً کسی کو ایسا مرض لاحق ہے کہ وہ قابل نکاح ہی نہیں یا ایک کافی اولاد اور تعلقات کی وجہ سے ایسی حالت میں ہے کہ اس کا دل پسند ہی نہیں کرسکتا کہ وہ اب دوسرا خاوند کرے۔ ایسی صورتوں میں مجبوری نہیں کہ عورت کو خواہ مخواہ جکڑ کر خاوند کرایا جاوے۔ ہاں اس بدرسم کو مٹا دینا چاہئے کہ بیوہ عورت کو ساری عمر بغیر خاوند کے جبراً رکھا جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 319۔ 320 ایڈیشن 1988ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ مغلانی نورجان صاحبہ بھاوجہ مرزا غلام اللہ صاحب نے بذریعہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ بیواؤں کے نکاح ثانی کے متعلق جب پشاور سے چار عورتیں آئی تھیں۔ دو ان میں سے بیوہ، جوان اور مال دار تھیں۔ میں ان کو حضرتؑ کے پاس لے گئی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: ’’جوان عورتوں کو نکاح کر لینا چاہیے‘‘ میں نے کہا جن کا دِل نہ چاہے وہ کیا کریں؟ یا بچوں والی ہوں ان کی پرورش کا کون ذمہ دار ہو؟ آپ نے فرمایا ’’اگر عورت کو یقین ہو کہ وہ ایمانداری اور تقویٰ سے گزار سکتی ہے اس کو اجازت ہے کہ وہ نکاح نہ کرے مگر بہتر یہی ہے کہ وہ نکاح کر لے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 231)

اس شمارہ میں

دربارِ خلافت
یار وخودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟ (منظوم)
خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

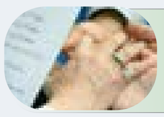

دربارِ خلافت

صحابہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا جو اثر ہوا اس کے واقعات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

صحابہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا جو اثر ہوا، اُن کو پڑھ کر جو اُن کے دل میں سچائی ظاہر ہوئی، ان کے ایک دو واقعات ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کس طرح خوابوں کے ذریعے رہنمائی فرمائی، وہ واقعات ہیں، ایک ایک واقعہ ہی ہے۔ کیونکہ واقعات لمبے ہیں اس لئے مَیں نے ایک دو لئے ہیں۔ حضرت شیخ زین العابدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہماری بھاوج بیمار ہوگئیں اور سخت بیمار ہوئیں۔ ہم نے سوچا کہ اب سوائے قادیان جانے کے اور کوئی ٹھکانہ نہیں۔ یعنی وہیں لے چلتے ہیں وہاں حضرت خلیفہ اول ہیں، حکمت، اُن سے علاج کرائیں گے یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کریں گے اور ساتھ دعا۔ بہرحال کہتے ہیں ہم چل پڑے، والدہ بھی ساتھ تھیں اور بھائی بھی ساتھ تھا۔ راستے میں ہم نے (کیونکہ ہاتھ سے لکھا گیا ہے اس لئے صحیح طرح وہاں سے پڑھا نہیں جاتا۔ بہرحال یہی لکھا ہے کہ) لڑکی کو سمجھایا۔ یعنی اُس بیمار عورت کو کہ حضرت صاحب کہیں گے کہ مولوی نورالدین صاحب سے تمہارا علاج کراتے ہیں مگر تم کہنا کہ میں تو حضور ہی کا علاج چاہتی ہوں، مولوی صاحب سے ہرگز علاج نہیں کرواؤں گی۔ کہتے ہیں جب ہم قادیان پہنچے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کا علاج کریں گے۔ مگر اُس لڑکی نے کہا کہ حضور مَیں تو مولوی صاحب کے علاج کرنے کیلئے تیار نہیں۔ حضور خود ہی علاج کریں۔ حضور علیہ السلام نے ایک دوائی لکھ دی اور تین بوتلیں شہد کی گھر سے لا کر دے دیں اور فرمایا کہ مَیں کل لدھیانہ جا رہا ہوں، آپ یہ علاج شروع کریں، بیماری خطرناک ہے اس لئے مجھے بذریعہ خط اطلاع دینا یا خود پہنچنا۔ کہتے ہیں ہم نے وہ نسخہ لے لیا اور حضرت مولانا نورالدین کو دکھایا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نسخہ اس بیماری والے کے لئے سخت مضر ہے۔ اگر مَیں کسی ایسے مریض کو یہ نسخہ دوں تو وہ ایک منٹ میں مرجائے گا۔ مگر یہ نسخہ حضور کا ہے اس لئے یہ لڑکی ضرور صحت یاب ہو جائے گی۔ چنانچہ ہم نے وہ نسخہ استعمال کروایا اور لڑکی کو دو تین دن میں ہی آرام ہو گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 11 صفحہ 69-70 روایت حضرت شیخ زین العابدین صاحبؓ)

حضرت خلیفہ اولؓ کا بھی تو خیر یہ کامل یقین تھا ہی، اسی لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ نورالدین جیسے مجھے مل جائیں تو انقلاب پیدا ہو جائیں۔ لیکن اُن دیہاتیوں کا بھی یہ ایمان تھا کہ جیسا بھی نسخہ ہے ہم نے استعمال کرنا ہے اور اسی سے شفا ہو گی اور اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی۔

حضرت میاں محمد شریف صاحب کشمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میاں جمال الدین صاحب سیکھوانی برادر مولوی امام الدین صاحب سیکھوانی نے حضور سے عرض کیا (حضور مسجد میں اوپر تشریف رکھتے تھے) کہ حضور یہ ہمارا بھائی محمد شریف ہے اور ان کی طرف طاعون کی بیماری کا بہت زور ہے۔ یعنی اُس علاقے میں جہاں سے یہ آئے تھے۔ ان کے لئے دعا کریں۔ تو حضور علیہ السلام نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ طاعون کس طرح ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ پہلے چوہے مرتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نوٹس ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ حضور! جب سرخ پھوڑا نکلے تو وہ بیمار بچ جاتا ہے اور زرد والا نہیں بچتا۔ حضور نے فرمایا کہ کیا آپ وہاں جایا کرتے ہیں؟ مَیں نے عرض کیا، پوچھا کیا مَیں جایا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ پرہیز ہی اچھا ہے۔ عام طور پر اُن کے پاس نہ جایا کرو۔ مگر جس کو ایمان حاصل ہے اُس کو کوئی خطرہ نہیں وہ طاعون سے نہ مرے گا۔ مَیں نے عرض کیا کہ میری بیوی طاعون سے مری ہے۔ حضور نے فرمایا معلوم ہوتا ہے مجھ پر اُس کا کامل ایمان نہیں تھا۔ اگر ایمان ہوتا تو وہ ایسی بیماری سے نہ مرتی۔ تو کہتے ہیں میں سمجھ گیا کہ اُس نے بیعت نہیں کی تھی۔ پھر حضور نے فرمایا کہ آپ استغفار پڑھا کریں۔ ہمارا سارا کنبہ بیماری میں مبتلا تھا۔ حضور کو میں نے لکھا تو حضور نے پھر فرمایا کہ استغفار پڑھو اور ہم نے پڑھا اور اللہ کے فضل سے سب اچھے ہو گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 115-116 روایت حضرت میاں محمد شریف صاحب کشمیریؓ)

میاں محمد شریف کشمیری صاحب ہی فرماتے ہیں کہ جمال الدین صاحب سیکھوانی ولد میاں صدیق صاحب نے مجھے بتایا کہ مَیں نے خیال کیا کہ جب بادشاہ کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کا یہ الہام ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'' تو کیا ہمیں برکت حاصل نہ ہو گی۔ اُن کی آنکھوں سے پانی بہتا تھا۔ انہوں نے حضور کی پگڑی کا پلہ ایک موقع ملا اُن کو تو آنکھوں پر پھیرا تو آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ کہتے ہیں مجھے بھی ککرے تھے آنکھوں میں، میں نے بھی پلّہ اپنی آنکھوں پر پھیرا اور وہ اچھی ہوگئیں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 118-119 روایت حضرت میاں محمد شریف صاحب کشمیریؓ)

(خطبہ جمعہ 30/ نومبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟
خُو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟

باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟

کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے؟
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟

کیونکر کرو گے ردّ جو محقق ہے ایک بات؟
کچھ ہوش کرکے عذر سناؤ گے یا نہیں؟

سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ 139 مطبوعہ 1880ء)

درخواست دُعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہات سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیوں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری کرے۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔ آمین

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(ادارہ)

اداریہ

معاشرہ جب اپنی اقدار کھو بیٹھتا ہے

اسلام تو ایک امن اور سلامتی پھیلانے والا مذہب ہے جو نہ صرف اس کی اعلیٰ تعلیمات سے عیاں ہے بلکہ لفظ 'اسلام' بھی اسی حقیقت کی غمازی کرتا ہے لیکن افسوس کہ آج اس کے ماننے والے اس حقیقت اور سچائی سے نہ صرف کوسوں دور ہیں بلکہ دور ہوتے چلے جا رہے ہیں اور یہ اس لئے ہوا کہ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والوں نے تکفیر بازی اور قتل وغارت اور انسانی حقوق کی پامالی کی وہ تاریخ رقم کی جو آئے روز ان کے انتشار اور اخلاقی گراوٹ کا باعث بنتی چلی جا رہی ہے خدا سے دوری اور اس کے رسول سے دوری لازماً اس بات پر منتج ہوتی ہے کہ انسان اپنے کردار اور اخلاق کو کھو دیتا ہے اور جس طرح ایک مرکز یا نیوکلیس ایک ایٹم اور ان ذرات کو جو اس کے گرد گھومتے ہیں اپنے حفاظتی حصار میں لے کر ایک ایک مفید عنصر یا وجود بنا دیتا ہے اسی طرح آج کے دور کے مسلمان بھی بدقسمتی سے اسے شہ دو جہاں رحمۃ للعالمین کی پاک تعلیم کے مرکز سے اس قدر دور ہٹ چکے ہیں کہ ان کے لئے یہ ممکن ہی نہیں رہا کہ آخری دور کی علامات پر غور کر کے خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کسی ہادی اور رہنما کی اطاعت کے دائرے میں شامل ہوئے بغیر وہ اپنی گزشتہ شان وشوکت حاصل کرسکیں اور حقیقی معنوں میں امتی اور ہدایت یافتہ کہلاسکیں۔ بڑے افسوس سے اب تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر اسلام کو عملی حالت میں دیکھنا ہے تو مغربی دنیا کو دیکھ لیں اور اگر (نام کے) مسلمان دیکھنا چاہتے ہو تو مسلمان ممالک کے حالات کا مشاہدہ کر لو۔ ایک غیر مسلم مفکر نے بھی کچھ ایسی ہی بات کی تھی، کہ مغربی ممالک میں مسلمان نظر نہیں آتے لیکن اسلام نظر آتا ہے اور اسلامی ممالک میں مسلمان تو نظر آتے ہیں لیکن اسلام نظر نہیں آتا۔

اس تجزیہ میں ایک حد تک صداقت اور حقیقت نظر آتی ہے۔ اسلامی تعلیم میں جہاں تک اخلاقیات کا تعلق ہے وہ مغربی اقوام میں نظر آتی ہیں۔ جیسے انسانیت کا احترام اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا، جھوٹ نہ بولنا، دیانت داری، ماپ تول میں انصاف، قتل و غارت گری سے اجتناب وغیرہ۔ جبکہ مسلمان ممالک میں اخلاقیات کا فقدان ہے بلکہ جنازہ ہی اٹھ چکا ہے۔ قتل وغارت اور دہشت گردی عام ہے، انسانیت کا احترام نہ ہونے کے برابر ہے، کفر کے فتوے مختلف فرقے ایک دوسرے پر آئے دن لگاتے رہتے ہیں۔ حقوق اللہ تو رسمی طور پر ادا کرتے نظر آتے ہیں مگر حقوق العباد کا نام و نشان نہیں اور ایک دوسرے کو مارنے پر تلے رہتے ہیں، دوسروں پر رعب ڈالنے کے لئے ہاتھ میں تسبیح نظر تو آئے گی مگر اسلامی تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ حج اس لئے کرتے ہیں کہ حاجی کے نام سے کاروبار جھوٹ بول کر چمکے، آب زم زم کی بوتلوں میں غیر قانونی چیزیں چھپا کر لاتے ہیں۔ عورت کی عزت و احترام بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ جھوٹ، بد دیانتی، حکومتی نظم ونسق میں کرپشن تو معاشرہ کا حصہ بن چکی ہے۔ حتیٰ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر پورا اترتے نظر آتے ہیں کہ تم اپنے سے پہلی امتوں کی ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز میں اتباع کرو گے یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی اتباع کرو گے۔ یہ حدیث بھی پوری ہو رہی ہے کہ اُس وقت اسلام صرف ایک رسم کے طور پر رہ جائے گا اور دین کا رستہ دکھانے والے یعنی ملاں اُس دور میں آسمان کے نیچے بد ترین مخلوق ہوں گے۔ نیز ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے حالات بیان کرتے ہوئے فرما دیا تھا کہ میری امت پر ایسے حالات بھی آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے جن میں ایسی مطابقت ہو گی جیسے ایک پاؤں کے جوتے کی دوسرے پاؤں کے جوتے سے ہوتی ہے۔ بنی اسرائیل 72 فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے ایک فرقے کے سوا سب جہنم میں جائیں گے۔ صحابہؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یہ ناجی فرقہ کون سا ہو گا؟ فرمایا

مَا اَنَا علیہ واَصْحَا بِیْ

(ترمذی کتاب الایمان)

یعنی جو میری اور میرے صحابہ کی سنت پر عمل پیرا ہو گا۔

آج مسلمان، یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم اتباع کرتے نظر آتے ہیں یعنی بُری باتیں مسلمانوں نے لے لیں اور اچھی باتوں کو ایک ایک کر کے خیر باد کہہ دیا۔

آج کل ہمارا پیارا اور جان سے عزیز ملک پاکستان بھی کچھ ایسے ہی حالات سے دوچار ہے اور آئے روز دلخراش، اندوہناک اور انسانیت سوز واقعات اور سانحے رونما ہو رہے ہیں جن کو دیکھ اور سُن کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ ہمارا ماٹو اور مذہب کی آزادی اس کے حصول کا پیش خیمہ بنی تھی۔ مگر آہستہ آہستہ اسلام سے دوری، مفاد پرستی اور عوام کے غلط لوگوں کے پیچھے چلنے کی وجہ سے لاقانونیت نے اس میں ڈیرے جما لئے۔

ابھی کچھ روز قبل سانحہ مری یعنی پاکستان کی ملکہ کوہسار کا واقعہ پیش آیا۔ جس میں برفانی طوفان نے آناً فاناً تباہی مچا کر رکھ دی۔ سیاح تو کیا گاڑیوں کی گاڑیاں برف میں دھنس گئیں جو بالآخران کے لئے موت کا سامان ثابت ہوئیں اور تابوت بن گئیں۔ اس اندوہناک واقعہ سے ہر اس شخص کا دل دہل جاتا ہے جو اپنے وطن سے سچی محبت رکھتا ہے اور اس کا دل ایسے واقعات پر تشویش میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ ظلم و بربریت کی انتہاء کرنے والے ظالموں نے ان بے بس، مقہور و مجبور لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے خوب لوٹا۔ سردی سے ٹھٹھرتے لوگوں سے 3ہزار سے 5ہزار روپے کے کرایہ کے کمروں کا 30ہزار سے 50ہزار روپے تک کا کرایہ بٹورا گیا۔ بلیک میلنگ کا یہ عالم تھا کہ مجبور عورتوں نے اپنے زیور اتارے اور گروی رکھ کر ہوٹلوں میں رات بسر کی۔ ہوٹل مالکان اور گیسٹ ہاؤسز کی انتظامیہ نے نقد ادائیگی پر مجبور کر کے بے حسی کا مظاہرہ کیا اور جب بعض سیاحوں نے ہوٹل مالکان سے بات چیت کے ذریعے پیسوں میں کمی کا مطالبہ یعنی Bargain کرنے کی کوشش کی تو انہیں دھتکار دیا گیا۔ کھانے پینے والی اشیاء کا یہ عالم تھا کہ سردی کی اذیت سے مرتے مردوں، عورتوں اور ننھے بچوں سے انڈا اور چائے جو عام حالات میں 50روپے میں مل جاتے ہیں اس کے 500روپے وصول کئے گئے۔ پراٹھے اور چائے کا بھی یہی عالم تھا۔ 30روپے والی پانی کی بوتل 200روپے میں بیچنے کی کوشش کی۔ اور کموڈ استعمال کروانے پر 500 روپے کا مطالبہ کیا گیا۔ بچے بھوک سے روتے رہے مگر ان دکانداروں پر بچوں کی بلبلاہٹ نے ذرا اثر نہ کیا۔ پیسے کی ہوس نے ان کو اندھا کر دیا تھا اور اخلاقیات کے سبق کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا۔ کہنے کو یہ مسلمان ہیں بلکہ اسلام کے ٹھیکے دار ہی بنے بیٹھے ہیں۔ یہ پیسے کی ہوس ہی تھی کہ مری میں 3500 گاڑیوں کی گنجائش ہونے کے باوجود ٹال پلازہ سے ایک لاکھ سے زائد گاڑیوں کو گزرنے دیا گیا۔

دوسری طرف حکومتی مشینری جس کو قبل از وقت پاکستان کے سب سے بڑے سیاحتی شہر مری میں اس قسم کی آفات اور پریشانیوں سے نمٹنے کے انتظامات کرنے کی بجائے، ان بے بسوں کی بے بسی کا تماشہ دیکھتی رہی۔ وزراء سینٹرل اور صوبائی سطح پر اپنی اپنی میٹنگز میں ایک دوسرے کے سیاسی مخالفین کو کچلنے کے منصوبے بناتے رہے۔ مگر کسی ماں کے لعل کو ان قیمتی جانوں کو مرنے سے بچانے کی کارروائی کرنے یا کم از کم اس پر بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔

ہاں اس موقعہ پر مری کے ان مقامی باسیوں کو خراج تحسین پیش کرنے کو دل چاہتا ہے جو اپنے گھروں سے بیلچے وغیرہ لے کر نکلے اور برف صاف کی۔ بے بس مجبور لوگوں کو کمبل مہیا کئے۔ اپنے گھر ان سیاحوں کے لئے کھول دیئے۔ جو اناج گھر میں تھا وہ پکا پکا کر ان سیاحوں کو کھلاتے رہے۔ اور یہی وہ اسوہ رسول اور حقیقی اسلامی طرز عمل ہے جو ایک ایک سچے مسلمان کا طرہ امتیاز ہے اور ہونا بھی چاہئے جس کا آج کل فقدان نظر آتا ہے اور جس متاع کو آج مسلمانوں نے خود اپنے ہاتھوں سے کھو دیا ہے۔

بات یہیں تک ختم نہیں ہوتی بلکہ اس پر مستزاد یہ کہ اس مملکت خداداد میں لفظ شرم کو شرما دینے والے ایسے واقعات بھی آئے روز واقع ہوتے ہیں جن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ایک سری

لنکن پر توہین رسالت کا الزام لگا کر اور برہنہ حالت میں گلیوں میں گھسیٹتے ہوئے جس طرح انسانیت کا جنازہ نکالا گیا وہ ناقابلِ بیان ہے۔ کیا ان نام نہاد مسلمانی کی غیرت کا دعویٰ کرنے والوں کو اس وقت تک یہ بات بھول گئی تھی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو آگ اور پانی کے عذاب سے پناہ مانگی تھی، ان دو چیزوں کے ساتھ تو کسی سے بھی مذاق نہیں کرنا چاہئے۔

کچھ عرصہ قبل ایک میاں بیوی کو ہتکِ رسولؐ کا الزام لگا کر کوئلوں سے دہکتے اینٹوں کے بھٹے میں زندہ پھینک دیا گیا۔ گوجرانوالہ میں ایک حافظِ قرآن کو جس طرح گھسیٹا گیا وہ آج بھی پاکستان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ ساہیوال میں گاڑی میں معصوم شہریوں کے بچوں کے سامنے والدین کو جس بے دردی سے قتل کیا گیا وہ ناقابل بیان ہے۔ فیصل آباد میں جس طریق پر بھیک مانگنے والی تین نوجوان خواتین پر چوری کا الزام لگا کر انہیں بے دردی سے تشدد کا نشانہ بنایا گیا کیا کہ شرف انسانی کی اقدار ہیں؟ بچیوں کا اغوا، ان کی بے حرمتی اور عصمت دری، ان کا قتل اور پھر کوڑے کے ڈھیروں پر لاوارث پھینک دینا تا کہ وہ جانوروں کی غذا بن جائیں یہ ایسے المیے ہیں جن کے لئے شاید المیہ کا لفظ بھی کم پڑنے لگ جائے۔ قبروں سے مردے نکالنا، ان کی بے حرمتی، ان کے کفن اور ہڈیوں کی فروخت ایک معمول بن چکا ہے۔ کسی نے اس قوم کے حوالہ سے کہا ہے کہ یہ بے ضمیر لوگ کفن کا بحران بھی پیدا کرنے سے نہ گھبرائیں۔ قتل و غارت تو عام ہے۔ معمولی معمولی رقم کے بدلے میں مخالف کو قتل کر دینا، دھمکیاں دینا تو عام ہے۔ جبکہ اسلامی تعلیم تو ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ایک انسان کو عمداً مارنا پوری انسانیت کا قتل ہوجاتا ہے۔

اگر معاشرے میں بڑھتا ہوا جھوٹ، چیزوں میں ملاوٹ وغیرہ کو دیکھیں تو نوزائیدہ بچوں کے دودھ میں زہریلی اشیاء کی ملاوٹ روزانہ کا معمول ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ علامہ اقبال نے درست کہا تھا کہ

شور ہے، ہوگئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود!
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

یہ ہیں بے ایمانی کی وہ حدیں جو ہمارے ملک کے معاشرے میں آئے روز عبور ہوتی نظر آتی ہیں۔ حاجت مندوں اور لاچار لوگوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر، طمع و لالچ میں ناجائز منافع حاصل کرنے والے ان لوگوں کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں۔ ایسی ہی قوموں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اللہ نے کبھی کسی قوم کی حالت نہیں بدلی جب تک وہ خود اپنی حالت بدلنے کو تیار نہ ہوں۔ کیا ان پر اس آرٹیکل کے آغاز میں بیان ہونے والی احادیث کی علامات پوری نہیں اترتیں۔ یہاں اسلام ڈھونڈنے کو نہیں ملتا مگر نام کے مسلمان کثرت سے موجود ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان) مگر آج ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی جان کا دشمن بنا بیٹھا ہے۔ آنحضورؐ نے تو فرمایا تھا کہ مومن وہ ہے جس سے دوسرے لوگوں کا خون اور اس کے مال محفوظ ہوں۔ (سنن نسائی کتاب الایمان) مگر آج ہمارا معاشرہ دوسرے کے خون کا پیاسا اور اس کے اموال کا متلاشی ہے۔

اسلام و ایمان دو ایسے الفاظ ہیں۔ جن میں سلامتی اور امن کے معانی پنہاں ہیں اور مسلمان کے معنی سلامتی بہم پہنچانے والا اور مومن کے معنی امن فراہم کرنے والا کے ہیں۔ آج یہ معنی غیروں میں نظر آتے ہیں۔ اپنے ان خوبیوں سے محروم ہیں۔ آج ہمارے پیارے ملک اور اسلام کا نام لینے والے دیگر نام نہاد ممالک میں جو سخت ابتلاء آرہے ہیں۔ آفتوں اور بیماریوں کے ابتلاء آرہے ہیں۔ یہ نقشہ آج سے سو سال پہلے اس دور کے حَکم و عدل نے مِن وعَن ایسا ہی کھینچا ہے جو آج پورا ہوتا نظر آرہا ہے۔ آپ بھی اس پیش خبری کو پڑھیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''دنیا پر طرح طرح کے ابتلا نازل ہو رہے ہیں۔ زلزلے آرہے ہیں۔ قحط پڑ رہا ہے اور طاعون نے بھی ابھی پیچھا نہیں چھوڑا۔ اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور بُرے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر سخت سخت بلائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیری مصیبتوں کے بیچ میں آکر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔ سو اے ہموطن بھائیو! قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ۔''

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 444)

آج سے تین دہائیاں قبل جب ہمارے پاک و صاف پُر امن معاشرے میں بد امنی، کفر کے فتووں اور توہین رسول وغیرہ کے الزامات کی جاگ لگ رہی تھی۔ تو خاکسار نے لاہور اور اسلام آباد میں اس کی روک تھام کے لئے ملکی اخبارات و رسائل میں کئی ایک کالمز اور آرٹیکلز لکھے تھے جو صفحۂ قرطاس کی زینت بنے تھے۔ جن میں خاکسار نے متنبہ کیا تھا بلکہ خبردار کیا تھا کہ آج کفر بازی، توہین رسالت کی سزا کا دروازہ کھول دیا گیا تو پھر یہ رکے گا نہیں بلکہ ایک وقت آئے گا کہ نام نہاد ملاں، توہین مولوی پر سزا کا مطالبہ کریں گے اور آج یہی کیفیت معاشرے میں نظر آتی ہے۔

ان بد اعمالیوں اور غیر اسلامی حرکتوں کے عروج کو چھونے کی ایک بڑی وجہ انہی نام نہاد ملاؤں کے بُنے ہوئے اس جال کی ہے جو انہوں نے اپنے مفاد کے حصول اور پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے بُنا اور وہ آج قوم کے گلے کا طوق بن چکا ہے۔

انہی کی ایماء پر ہمارے بندوں کے قتل و غارت کا بازار گرم ہوا۔ انہی کے کہنے پر مساجد کے مینار گرانے اور محراب مسمار کرنے کا کام شروع ہوا اور انہی کے اشاروں پر چل کر قوم نے ہمارے قبرستانوں کی قبروں کے وہ کتبے توڑ ڈالے جن پر کلمہ طیبہ یا عربی عبارت کندہ تھیں۔ اور انہی کے واویلہ مچانے پر میتوں کی بے حرمتی کی گئی اور ان کو قبروں سے باہر نکالا گیا۔ اور بالآخر خلیفہ آف اسلام کو پاکستان سے ہجرت کرنا پڑی اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے کلیساؤں کے شہر لندن میں بیٹھ کر اسلام و احمدیت کی بھرپور تبلیغ ہو رہی ہے، اس کی رحمتوں کی بارشیں ہمارے چارسو ہو رہی ہیں یہ پورے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہی وہ تعویذ (خلافت) تھا جس کو قوم نے اپنے سے اتار پھینکا اور آج دوسری قومیں اس تعویذ سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔

اللہ کی نصرت ہے خلافت کی بدولت
تبلیغ میں وسعت ہے خلافت کی بدولت
اسلام کی عظمت ہے خلافت کی بدولت
ملت میں اخوت ہے خلافت کی بدولت
جب تک رہی اسلام میں موجود خلافت
دنیا میں مسلماں رہے با عزت و عظمت
جس وقت چھنی اِن سے یہ اللہ کی نعمت
عزت رہی باقی نہ کوئی شان و شوکت

(ابو سعید)

اعلان برائے خصوصی شمارہ

ادارہ الفضل آن لائن، الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کی تکمیل پر ایک خصوصی نمبر بہت جلد منظر عام پر لانا چاہتا ہے جس میں دنیا کے وہ تمام مشہور کنارے جہاں جماعت احمدیہ قائم ہوچکی ہے کی تاریخ کو یکجا کیا جائے جیسے فجی، طوالو، کیری باتی، سموآ آئی لینڈ، مارشل آئی لینڈ، نیوزی لینڈ، پُرتگال اور ناروے وغیرہ ان پر کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ قارئین جو دنیا کے ان کناروں کے علاوہ ایسے علاقوں کو جانتے ہوں جو Corners of the Earth کہلاتے ہوں اور جماعت کا نفوذ وہاں ہو چکا ہو تو اس حوالہ سے معلومات ادارہ کو فوری طور پر مہیا کریں اور تحریر کا ملکہ رکھنے والے مرد و خواتین سے اس حوالہ سے ایسے مضامین لکھ کر بھجوانے کی درخواست ہے جو قارئین کے لئے ازدیادِ علم و ایمان کا موجب ہوں۔ کان اللہ معکم۔

ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21/ جنوری 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

☆... مسجد نبوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرات کے لیے زمین خریدنے کی ادائیگی حضرت ابوبکرؓ کے مال سے کی گئی

☆... جنگ بدر کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ خدا کی قسم! اگر میں تجھے جنگ میں اپنے سامنے دیکھ لیتا تو ضرور مار ڈالتا

☆... حضرت ابوبکرؓ نے جنگ بدر میں انتہائی خطرے کے موقع پر ننگی تلوار سونتے ہوئے ساری رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی

☆... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کے مشورے پر جنگ بدر کے قیدیوں کو فدیہ کی ادائیگی کے بعد چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 21/ جنوری 2022ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت فیروز عالم صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھا ہے کہ مدینہ پہنچنے پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی دو مسلمان بچوں سہل اور سہیل کی جس جگہ پر آ کر بیٹھی تھی اُس زمین کو آپؐ نے مسجد اور اپنے حجرات کی تعمیر کے لیے پسند فرماتے ہوئے دس دینار میں خرید لیا جس کی ادائیگی حضرت ابوبکرؓ کے مال سے کی گئی۔ آپؐ نے دعا مانگتے ہوئے سنگِ بنیاد رکھا اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے بھی ایک ایک اینٹ رکھی۔ مسجد نبوی کی تعمیر کا تمام کام اور بعد ازاں محرم 7/ ہجری میں غزوہ خیبر کی فتح کے بعد اس کی توسیع اور تعمیر نَو میں آپؐ نے بھی صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر حصہ لیا۔

صحیح بخاری کے شارح علامہ قسطلانی بیان کرتے ہیں کہ مؤاخات دو مرتبہ ہوئی۔ پہلی مرتبہ ہجرت سے قبل مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ اور اپنے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ دوسری مرتبہ ہجرت کے بعد مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالکؓ کے گھر میں پچاس مہاجرین اور پچاس انصار کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔

غزوہ بدر پر روانگی سے قبل صحابہؓ کے پاس ستّر (70) اونٹ تھے۔ ایک ایک اونٹ تین تین آدمیوں کے باری باری سوار ہونے کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ بدر کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے تجارتی قافلے کی روک تھام کے لیے مدینہ سے نکلے جو شام کی طرف سے آ رہا تھا لیکن جب آپؐ کو خبر ملی کہ قریش کا ایک لشکر انتہائی تیز رفتاری سے اس قافلے کو بچانے کے لیے نکل پڑا ہے تو آپؐ نے صحابہ کرام سے مشورہ طلب فرمایا۔ ایک گروہ نے کہا کہ دشمن کو چھوڑ کر تجارتی قافلے کی طرف ہی جانا چاہیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اس موقع پر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بہت عمدہ گفتگو کی۔ حضرت مقدادؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! جس کا اللہ نے حکم دیا ہے اسی طرف چلیے۔ ہم آپؐ کے ہمراہ تلواروں سے لڑائی کرتے ہوئے چلتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ برک الغماد پہنچ جائیں۔ برک الغماد مکہ سے پانچ رات کی مسافت پر ایک شہر ہے۔ اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چمک اٹھا اور آپؐ اس بات پر بہت زیادہ مسرور ہوئے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ایک دفعہ فرمایا کہ صحابہ میں سب سے زیادہ بہادر اور دلیر حضرت ابوبکرؓ تھے۔ جنگ بدر میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک علیحدہ چبوترہ بنایا گیا تو اُس انتہائی خطرے کے موقع پر نہایت دلیری کے ساتھ آپؐ کی حفاظت کا فرض حضرت ابوبکرؓ نے ننگی تلوار سونتے ہوئے آپؐ کے پاس کھڑے رہ کر سرانجام دیا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رات بھر گریہ وزاری سے دعائیں کیں۔ سارے لشکر میں صرف آپؐ ہی تھے جو رات بھر جاگے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ بدر والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہزار مشرکوں کے مقابلے پر تین سو انیس صحابہ کو دیکھا تو قبلے کی طرف منہ کیا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر اپنے ربّ کو بلند آواز سے مسلسل پکارتے رہے کہ اے اللہ! تُو نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا ہے اُسے پورا فرما۔ اگر تُو نے مسلمانوں کا یہ گروہ ہلاک کر دیا تو زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا آپؐ کی اپنے ربّ کے حضور الحاح سے بھری ہوئی دعا کافی ہے وہ اپنے وعدے ضرور پورے فرمائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِذۡ تَسۡتَغِیۡثُوۡنَ رَبَّکُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَکُمۡ اَنِّیۡ مُمِدُّکُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ مُرۡدِفِیۡنَ۔ (الانفال:9) یعنی (یاد کرو) جب تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری التجا کو قبول کر لیا (اس وعدہ کے ساتھ) کہ میں ضرور ایک ہزار قطار در قطار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔ پس اللہ نے ملائکہ کے ساتھ آپؐ کی مدد فرمائی۔

جنگ بدر میں حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن کفار کی جانب سے لڑنے کے لیے آئے تھے۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو اپنے والد حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ بدر کے دن آپؓ میرے سامنے واضح نشان وہدف پر تھے لیکن مَیں نے آپؓ کو قتل نہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: خدا نے تجھے ایمان نصیب کرنا تھا اس لیے تُو بچ گیا ورنہ خدا کی قسم! اگر میں تجھے دیکھ لیتا تو ضرور مار ڈالتا۔

مدینہ پہنچ کر حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا کہ قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کل کو انہی میں سے فدایانِ اسلام پیدا ہو جائیں۔ حضرت عمرؓ نے اس رائے کی مخالفت کی اور کہا کہ ان سب کو قتل کر دینا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فطری رحم سے متاثر ہو کر حضرت ابوبکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور حکم دیا کہ جو مشرکین اپنا فدیہ وغیرہ ادا کر دیں انہیں چھوڑ دیا جاوے۔ چنانچہ بعد میں اسی کے مطابق الٰہی حکم نازل ہوا۔

غزوہ احد مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان ہوا۔ ایک خواب کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے اندر رہ کر مقابلہ کرنا مناسب سمجھا لیکن اکثر نوجوان صحابہ کے بڑے اصرار اور جوش کے ساتھ عرض کرنے پر شہر سے باہر نکل کر کھلے میدان میں مقابلہ کرنے کی بات مان لی۔ پھر جب آپؐ ہتھیار لگا کر اللہ کا نام لیتے ہوئے باہر تشریف لے گئے تو بعض صحابہؓ کے کہنے پر نوجوانوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اُنہوں نے پشیمانی اور ندامت کے ساتھ یک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔ آپؐ جس طرح مناسب خیال فرماتے ہیں اسی طرح کارروائی فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: خدا کے نبی کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ ہتھیار لگا کر پھر اُسے اتار دے قبل اس کے کہ خدا کوئی فیصلہ کرے۔ پس اب اگر تم نے صبر سے کام لیا تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہوگی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ غزوہ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع صحابہ نے جو جاں نثاریاں دکھائیں تاریخ اُن کی نظیر لانے سے عاجز ہے۔ یہ لوگ پروانوں کی طرح آپؐ کی خاطر اپنی جان پر کھیل رہے تھے۔ جو وار بھی پڑتا تھا اپنے اوپر لیتے اور ساتھ ہی دشمن پر بھی وار کرتے جاتے تھے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ آپؐ کے اردگرد صرف دو آدمی ہی رہ گئے۔ ان جان نثاروں میں حضرت ابوبکرؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن وقاصؓ، ابودجانہ انصاریؓ، سعد بن معاذؓ اور طلحہ انصاریؓ کے نام خاص طور پر مذکور ہوئے ہیں۔

غزوہ احد کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہو چکے تھے اور چہرہ زخمی تھا۔ آپؐ کے رخسار مبارک میں خود کی کڑیاں دھنس چکی تھیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے ان کڑیوں کو اپنے منہ سے نکالنے کی کوشش کی تو اُن کے بھی سامنے والے دو دانت ٹوٹ گئے اور وہ سامنے کے ٹوٹے ہوئے دانتوں والے لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ بعد ازاں حضرت ابوعبیدہؓ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ طلحہؓ کے پاس آئے تو دیکھا کہ اُن کے جسم پر نیزے، تلوار اور تیروں کے کم وبیش ستّر (70) زخم تھے اور اُن کی انگلی بھی کٹی ہوئی تھی تو انہوں نے اُن کی مرہم پٹی کی۔

غزوہ احد میں ایک موقع پر جب دامنِ کوہ میں مسلمانوں کا بچا کچھا لشکر کھڑا تھا تو ابوسفیان نے بڑی زوردار آواز میں کہا کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار دیا۔ ابوبکرؓ، عمرؓ کو بھی مار دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جب اسلامی لشکر سے کوئی جواب نہ دیا گیا تو کفار نے اپنے دعویٰ پر یقین کرتے ہوئے خوشی سے نعرہ لگایا اُعۡلُ ھُبَلۡ۔ اُعۡلُ ھُبَلۡ۔ ہمارے معزز بت ہُبل کی شان بلند ہو کہ اس نے آج اِسلام کا خاتمہ کر دیا ہے۔ جب خدائے واحد کی عزت کا سوال پیدا ہوا اور شرک کا نعرہ میدان میں مارا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر صحابہ نے نہایت جوش سے جواب دیا۔ اَللّٰہُ اَعۡلٰی وَاَجَلّ۔ اَللّٰہُ اَعۡلٰی وَاَجَلّ۔ یعنی اللہ وحدہ لاشریک ہی معزز ہے اور اس کی شان بالا ہے۔ اِس جواب کا اثر کفار کے لشکر پر اتنا گہرا پڑا کہ اُن کے دل اندر ہی اندر مرعوب ہو گئے اور جلدی جلدی مکہ کو لوٹ جانا ہی مناسب سمجھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاطاً ستّر (70) صحابہ کی ایک جماعت اُن کے پیچھے روانہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر قریش اونٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑوں کو خالی چلا رہے ہوں تو سمجھنا کہ وہ مکہ کی طرف واپس جا رہے ہیں اور اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں تو سمجھنا ان کی نیت بخیر نہیں۔ پھر آپؐ نے بڑے جوش کی حالت میں فرمایا کہ اگر قریش نے اس وقت مدینہ پر حملہ کیا تو خدا کی قسم ہم ان کا مقابلہ کر کے انہیں اس حملہ کا مزا چکھا دیں گے۔ بہرحال جلد ہی یہ خبر مل گئی کہ قریش کا لشکر مکہ کی طرف جا رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ذکر آئندہ بھی چلے گا۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 31/ دسمبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد صدیقِ اکبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

☆... ’’حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صدق اور وفا کا وہ نمونہ دکھلایا جو ابد آلآباد تک کے لئے نمونہ رہے گا‘‘ (حضرت اقدس مسیح موعودؑ)

☆... مدینہ کی طرف روانہ ہوتے ہوئے آپؐ نے مکہ پر آخری نظر ڈالی اور حسرت کے ساتھ شہر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے مکہ کی بستی! تُو مجھے سب جگہوں سے زیادہ عزیز ہے مگر تیرے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ اس وقت حضرت ابو بکرؓ نے بھی نہایت افسوس کے ساتھ کہا: اِن لوگوں نے اپنے نبی کو نکالا ہے اب یہ ضرور ہلاک ہوں گے۔

☆... مکرم ملک فاروق احمد کھوکھر صاحب سابق امیر ضلع ملتان، مکرم رحمت اللہ صاحب انڈونیشیا اور مکرم الحاج عبدالحمید ٹاک صاحب یاری پورہ کشمیر کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَ اَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

(التوبہ: 40)

گذشتہ خطبہ میں حضرت ابو بکرؓ کے

غارِ ثور کے واقعہ کا ذکر

چل رہا تھا۔ اس واقعہ کے حوالے سے جو غارِ ثور میں دشمن کے پہنچ جانے کا ہے قرآن کریم میں یہ آیت جو ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تم اس رسول کی مدد نہ بھی کرو تو اللہ پہلے بھی اس کی مدد کر چکا ہے جب اسے ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا وطن سے نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں سے ایک تھا جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اس پر اپنی سکینت نازل کی اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور اس نے ان لوگوں کی بات نیچی کر دکھائی جنہوں نے کفر کیا تھا اور بات اللہ ہی کی غالب ہوتی ہے اور اللہ کامل غلبہ والا اور بہت حکمت والا ہے۔

قرآن شریف میں غارِ ثور کے واقعہ کے حوالے سے یہ ذکر ہے۔ کفارِ مکہ غار کے دہانے پر کھڑے باتیں کر رہے تھے کہ حضرت ابو بکرؓ انہیں سن کر گھبرا گئے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں پکڑ لیا گیا تو کیا بنے گا۔ سارا اسلام تو گویا اسی ذاتِ بابرکات سے وجود پاجوداتھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس گھبراہٹ کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت ابو بکرؓ کو گھبراہٹ پیدا ہو رہی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ غم نہ کرو ابو بکر! یقیناً ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔

(ماخوذ از شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة جزء 2 صفحہ 122-123، دار الکتب العلمیة بیروت 1996ء)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کرتے ہوئے جب وہ لوگ غارِ ثور کے پہاڑ کے پاس پہنچے تو سراغ رساں نے کہا: مجھے پتہ نہیں چل رہا کہ اس کے بعد ان دونوں نے کہاں اپنے قدم رکھے ہیں اور جب وہ غار کے قریب ہو گئے تو سراغ رساں نے کہا کہ اللہ کی قسم! جس کی تلاش میں تم لوگ آئے ہو وہ یہاں سے آگے نہیں گیا۔

(تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۵ فی وقائع السنة الاولیٰ من الهجرة دارالکتب العلمیة ۲۰۰۹ء)

غار کے دہانے پر اس سراغ رساں نے جب یہ ساری بات کی اور کسی نے چاہا بھی کہ غار کے اندر جھانک کر دیکھا جائے تو اُمَیَّہ بن خَلَف نے تلخ اور بے پروائی کے سے انداز میں کہا کہ یہ جالا (اور درخت) تو مَیں محمد کی پیدائش سے پہلے یہاں دیکھ رہا ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ تم لوگوں کا دماغ چل گیا ہے۔ وہ یہاں کہاں ہو سکتا ہے اور یہاں سے چلو کسی اَور جگہ اس کی تلاش کریں اور یہ کہتے ہوئے سب لوگ وہاں سے واپس چلے آئے۔

(المواهب اللدنیه لعلامه قسطلانی جلد ۱ صفحہ ۲۹۲-۲۹۳ مطبوعه المکتب الاسلامی بیروت ۲۰۰۴ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیین میں قریشِ مکہ کے اعلان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کرنے کے بارے میں جو ذکر فرمایا ہے وہ اس طرح ہے کہ ’’انہوں نے عام اعلان کیا کہ جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زندہ یا مردہ پکڑ کر لائے گا اس کو ایک سو اونٹ انعام دیئے جاویں گے۔ چنانچہ کئی لوگ انعام کی طمع میں مکہ کے چاروں طرف اِدھر ادھر نکل گئے۔ خود رؤساء قریش بھی سراغ لیتے لیتے آپؐ کے پیچھے نکلے اور عین غارِ ثور کے منہ پر جا پہنچے۔ یہاں پہنچ کر ان کے سراغ رسان نے کہا کہ بس سراغ اس سے آگے نہیں چلتا۔ اس لئے یا تو محمدؐ یہیں کہیں پاس ہی چھپا ہوا ہے ’’(صلی اللہ علیہ وسلم)‘‘ یا پھر آسمان پر اڑ گیا ہے۔ کسی نے کہا کوئی شخص ذرا اس غار کے اندر جا کر بھی دیکھ آئے مگر ایک اَور شخص بولا کہ واہ یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے۔ بھلا کوئی شخص اس غار میں جا کر چھپ سکتا ہے۔ یہ ایک نہایت تاریک و تار اور خطرناک جگہ ہے اور ہم ہمیشہ سے اسے اسی طرح دیکھتے آئے ہیں۔ یہ بھی روایت آتی ہے کہ غار کے منہ پر جو درخت تھا۔ اس پر آپؐ کے اندر تشریف لے جانے کے بعد مکڑی نے جالا تن دیا تھا اور عین منہ کے سامنے کی شاخ پر ایک کبوتری نے گھونسلا بنا کر انڈے دے دیئے تھے۔‘‘ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے خیال میں ’’یہ روایت تو کمزور ہے لیکن اگر ایسا ہوا ہو تو ہرگز تعجب کی بات نہیں۔‘‘ کمزور روایت ہے لیکن تعجب والی بات کوئی نہیں ہے کیونکہ ’’مکڑی بعض اوقات چند منٹ میں ایک وسیع جگہ پر جالا تن دیتی ہے اور کبوتری کو بھی گھونسلا تیار کرنے اور انڈے دینے میں کوئی دیر نہیں لگتی۔ اس لیے اگر خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کی حفاظت کے لیے ایسا تصرف فرمایا ہو تو ہرگز بعید نہیں ہے بلکہ اس وقت کے لحاظ سے ایسا ہونا بالکل قرین قیاس ہے۔ بہرحال قریش میں سے کوئی شخص آگے نہیں بڑھا اور یہیں سے سب لوگ واپس چلے گئے۔‘‘

آگے لکھتے ہیں کہ ’’روایت آتی ہے کہ

قریش اس قدر قریب پہنچ گئے تھے کہ ان کے پاؤں غار کے اندر سے نظر آتے تھے اور ان کی آواز سنائی دیتی تھی۔

اس موقعہ پر حضرت ابو بکرؓ نے گھبرا کر مگر آہستہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ! قریش اتنے قریب ہیں کہ ان کے پاؤں نظر آرہے ہیں اور اگر وہ ذرا آگے ہو کر جھانکیں تو ہم کو دیکھ سکتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ یعنی ہرگز کوئی فکر نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر فرمایا وَمَا ظَنُّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اَللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔ یعنی اے ابو بکرؓ! تم ان دو شخصوں کے متعلق کیا گمان کرتے ہو جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جب قریش غار کے منہ کے پاس پہنچے تو حضرت ابو بکرؓ سخت گھبرا گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گھبراہٹ کو دیکھا تو تسلی دی کہ کوئی فکر کی بات نہیں ہے۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے رِقت بھری آواز میں کہا اِنْ قُتِلْتُ فَاَنَا رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَّاِنْ قُتِلْتَ اَنْتَ هَلَكَتِ الْاُمَّةُ۔ یعنی یا رسول اللہؐ! اگر مَیں مارا جاؤں تو مَیں تو بس ایک اکیلی جان ہوں لیکن اگر خدانخواستہ آپؐ پر کوئی آنچ آئے تو پھر تو گویا ساری امت کی امت مِٹ گئی۔ اس پر آپؐ نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر یہ الفاظ فرمائے کہ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ (سورۃ التوبہ: 40) یعنی اے ابو بکرؓ! ہرگز کوئی فکر نہ کرو کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے اور ہم دونوں اس کی حفاظت میں ہیں۔ یعنی تم تو میری وجہ سے فکرمند ہو اور تمہیں اپنے جوش اخلاص میں اپنی جان کا کوئی غم نہیں مگر خدا تعالیٰ اس وقت نہ صرف میرا محافظ ہے بلکہ تمہارا بھی اور وہ ہم دونوں کو دشمن کے شر سے محفوظ رکھے گا۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 237 تا 239)

یہ سیرت خاتم النبیین کا حوالہ ہے اور حضرت مصلح موعودؓ اس کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ملا تو آپؐ حضرت ابوبکرؓ کو اپنے ساتھ لے کر جبل ثور کی طرف تشریف لے گئے جو مکہ سے کوئی چھ سات میل کے فاصلہ پر ہے اور اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ صبح جب کفار نے دیکھا کہ آپؐ اپنے گھر میں موجود نہیں اور ہر قسم کے پہرہ کے باوجود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامیابی کے ساتھ نکل گئے ہیں تو وہ فوراً آپؐ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور انہوں نے مکہ کے چند بہترین کھوجی جو پاؤں کے نشانات پہچاننے میں بڑی بھاری دسترس رکھتے تھے اپنے ساتھ لئے جو انہیں جبل ثور تک لے آئے اور انہوں نے کہا کہ بس محمد رسول اللہؐ اگر ہیں تو یہیں ہیں۔ اس سے آگے اُور کہیں نشان نہیں ملتا۔ اس وقت یہ کیفیت تھی کہ دشمن غار کے عین سر پر کھڑا تھا اور غار کا منہ تنگ نہیں تھا جس کے اندر جھانکنا مشکل ہو مگر وہ ایک فراخ منہ کی کھلی غار ہے جس کے اندر جھانک کر بڑی آسانی سے معلوم کیا جاسکتا تھا کہ کوئی شخص اندر بیٹھا ہے یا نہیں مگر ایسی حالت میں بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی خوف طاری نہیں ہوتا بلکہ آپؐ کی قوتِ قدسیہ کی برکت سے حضرت ابوبکرؓ کا دل بھی مضبوط رہتا ہے اور وہ موسیٰؑ کے ساتھیوں کی طرح یہ نہیں کہتے کہ ہم پکڑے گئے بلکہ انہوں نے اگر کچھ کہا تو یہ کہ یا رسول اللہ! دشمن اتنا قریب پہنچ چکا ہے کہ وہ اگر ذرا بھی نظر نیچی کرے تو ہمیں دیکھ سکتا ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسْکُتْ یَا اَبَا بَکْرٍ اِثْنَانِ اللّٰہُ ثَالِثُھُمَا۔ ابوبکر! خاموش رہو۔ ہم اس وقت دو نہیں بلکہ ہمارے ساتھ ایک تیسرا خدا بھی ہے پھر وہ کیونکر ہمیں دیکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ باوجود اس کے کہ دشمن غار کے سر پر پہنچ چکا تھا پھر بھی اسے یہ توفیق نہ ملی کہ وہ آگے بڑھ کر جھانک سکتا اور وہ وہیں سے بڑبڑاتے واہی تباہی باتیں کرتے ہوئے واپس چلا گیا۔ غرض اس واقعہ کا ایک پہلو یہ ہے کہ موسیٰؑ کے ساتھیوں نے گھبرا کر یہ کہا کہ اے موسیٰؑ ہم پکڑے گئے۔ گویا انہوں نے اپنے ساتھ موسیٰؑ کو بھی لپیٹ لیا اور خیال کیا کہ اب ہم سب فرعون کی گرفت میں آنے والے ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل نے آپؐ کے ساتھی پر بھی ایسا اثر ڈالا کہ اس کی زبان سے بھی یہ الفاظ نہ نکلے کہ ہم پکڑے گئے۔ بلکہ اس نے کہا تو صرف یہ کہ دشمن اتنا قریب آچکا ہے کہ اگر وہ ہمیں دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واہمہ کو بھی برداشت نہ کیا اور فرمایا کہ

ایسا خیال بھی مت کرو ہم اس وقت دو نہیں بلکہ ہمارے ساتھ ایک اَور بھی ہستی ہے اور وہ ہمارا خدا ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 146، 147)

حضرت مصلح موعودؓ ایک اَور جگہ فرماتے ہیں ''جب مکہ کے لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہا درجہ کے مظالم شروع کر دیئے اور ان کی وجہ سے دین کی اشاعت میں روک پیدا ہونے لگی تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا کہ مکہ چھوڑ کر چلے جائیں۔ آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ بھی مکہ چھوڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس سے پہلے کئی دفعہ انہیں جانے کے لئے کہا گیا مگر آپؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر جانے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانے لگے تو حضرت ابوبکرؓ کو بھی آپؐ نے ساتھ لے لیا۔ جب آپؐ رات کے وقت روانہ ہوئے'' حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ یہ ''ایک جگہ جو میں نے بھی دیکھی ہے'' حج کے دوران ''پہاڑ میں معمولی سی غار ہے جس کا منہ دو تین گز چوڑا ہو گا اس میں جا کر ٹھہر گئے۔ جب مکہ کے لوگوں کو پتہ لگا کہ آپ چلے گئے ہیں تو انہوں نے آپؐ کا تعاقب کیا۔ عرب میں بڑے بڑے ماہر کھوجی ہوا کرتے تھے ان کی مدد سے تعاقب کرنے والے عین اس مقام پر پہنچ گئے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ بیٹھے تھے۔ خدا کی قدرت کہ غار کے منہ پر کچھ جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں جن کی شاخیں آپس میں ملی ہوئی تھیں۔ اگر وہ لوگ شاخوں کو ہٹا کر اندر دیکھتے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ بیٹھے ہوئے نظر آجاتے۔ جب کھوجی وہاں پہنچے تو انہوں نے کہا کہ یا تو وہ آسمان پر چڑھ گئے ہیں یا یہاں بیٹھے ہیں اس سے آگے نہیں گئے۔ خیال کرو اس وقت کیسا نازک موقع تھا۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ گھبرائے مگر اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ گھبراتے کیوں ہو خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں نہ دیکھتے تو کس طرح ممکن تھا کہ ایسے نازک وقت میں گھبرا نہ جاتے۔ قوی سے قوی دل گردہ کا انسان بھی دشمن سے عین سر پر آجانے سے گھبرا جاتا ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل قریب بلکہ سر پر آپؐ کے دشمن کھڑے تھے اور دشمن بھی وہ جو تیرہ سال سے آپؐ کی جان لینے کے درپے تھے اور جنہیں کھوجی یہ کہہ رہے تھے کہ یا تو وہ آسمان پر چڑھ گئے ہیں یا یہاں بیٹھے ہیں۔ اس جگہ سے آگے نہیں گئے۔ اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تمہیں گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا عرفان ہی تھا جس کی وجہ سے آپؐ نے یہ کہا۔ آپؐ خدا تعالیٰ کو اپنے اندر دیکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ میری ہلاکت سے خدا تعالیٰ کے عرفان کی ہلاکت ہو جائے گی اس لئے کوئی مجھے ہلاک نہیں کر سکتا۔''

(عرفان الٰہی اور محبت باللہ کا عالی مرتبہ، انوار العلوم جلد 11 صفحہ 223-224)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی رفاقت کے لئے صرف ایک ہی شخص اختیار کیا تھا یعنی دھوما کو جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے وقت صرف حضرت ابوبکر کو اختیار کیا تھا کیونکہ سلطنت رومی حضرت عیسیٰ کو باغی قرار دے چکی تھی اور اسی جرم سے پیلاطوس بھی قیصر کے حکم سے قتل کیا گیا تھا کیونکہ وہ در پردہ حضرت عیسیٰ کا حامی تھا اور اس کی عورت بھی حضرت عیسیٰ کی مرید تھی۔ پس ضرور تھا کہ حضرت عیسیٰ اس ملک سے پوشیدہ طور پر نکلتے۔ کوئی قافلہ ساتھ نہ لیتے۔ اس لئے انہوں نے اس سفر میں صرف دھوما حواری کو ساتھ لیا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے سفر میں صرف ابوبکرؓ کو ساتھ لیا تھا اور جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی اصحاب مختلف راہوں سے مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچے تھے ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری مختلف راہوں سے مختلف وقتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں جا پہنچے تھے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 402)

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا صدق اس مصیبت کے وقت ظاہر ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا۔ گو بعض کفار کی رائے اخراج کی بھی تھی مگر اصل مقصد اور کثرت رائے آپؐ کے قتل پر تھی۔ ایسی حالت میں

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے صدق اور وفا کا وہ نمونہ دکھلایا جو ابدالآباد تک کے لئے نمونہ رہے گا۔

اس مصیبت کی گھڑی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انتخاب ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت اور اعلیٰ وفاداری کی ایک زبردست دلیل ہے.... یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب کا تھا۔ اس وقت آپؐ کے پاس ستر اسّی صحابہؓ موجود تھے جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے مگر ان سب میں سے آپؐ نے اپنی رفاقت کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی انتخاب کیا۔ اس میں کیا سِرّ ہے؟ بات یہ ہے کہ نبی خدا تعالیٰ کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اس کا فہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کشف اور الہام سے بتادیا کہ اس کام کے لئے سب سے بہتر اور موزوں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں۔ ابوبکرؓ اس ساعتِ عسر میں آپؐ کے ساتھ ہوئے۔ یہ وقت خطرناک آزمائش کا تھا۔ حضرت مسیحؑ پر جب اس قسم کا وقت آیا تو اُن کے شاگرد اُن کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور ایک نے لعنت بھی کی۔ مگر صحابہ کرامؓ میں سے ہر ایک نے پوری وفاداری کا نمونہ دکھایا۔ غرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا پورا ساتھ دیا اور ایک غار میں جس کو غارِ ثور کہتے ہیں۔ آپؐ جا چھپے۔ شریر کفار جو آپؐ کی ایذارسانی کے لئے منصوبے کر چکے تھے تلاش کرتے ہوئے اس غار تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اب تو یہ بالکل سر پر ہی آپہنچے ہیں اور اگر کسی نے ذرا نیچے نگاہ کی تو وہ دیکھ لے گا اور ہم پکڑے جائیں گے۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ کچھ غم نہ کھاؤ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اس لفظ پر غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ مَعَنَا میں آپ دونوں شریک ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیرے اور میرے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پلّہ پر آنحضرتؐ کو اور دوسرے پر حضرت صدیقؓ کو رکھا ہے۔ اس وقت دونوں ابتلا میں ہیں کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے یا تو اسلام کی بنیاد پڑنے والی ہے یا خاتمہ ہو جانے والا ہے۔ دشمن غار پر موجود ہیں اور مختلف قسم کی رائے زنیاں ہو رہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس غار کی تلاشی کرو کیونکہ نشان پا یہاں تک ہی آ کر ختم ہو جاتا ہے لیکن ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہاں انسان کا گزر اور دخل کیسے ہو گا؟ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے کبوتر نے انڈے دیئے ہوئے ہیں۔ اس قسم کی باتوں کی آوازیں اندر پہنچ رہی ہیں اور آپ بڑی صفائی سے ان کو سن رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دشمن آئے ہیں کہ وہ خاتمہ کرنا چاہتے ہیں اور دیوانے کی طرح بڑھتے آئے ہیں لیکن آپ کی کمال شجاعت کو دیکھو کہ دشمن سر پر ہے اور آپؐ اپنے رفیق صادق صدیقؓ کو فرماتے ہیں لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ یہ الفاظ بڑی صفائی کے ساتھ

ظاہر کرتے ہیں کہ آپ نے زبان ہی سے فرمایا کیونکہ یہ آواز کو چاہتے ہیں۔ اشارہ سے کام نہیں چلتا۔ باہر دشمن مشورہ کر رہے ہیں اور اندر غار میں خادم و مخدوم بھی باتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس امر کی پرواہ نہیں کی گئی کہ دشمن آواز سن لیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کمال ایمان اور معرفت کا ثبوت ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر پورا بھروسہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کے لئے تو یہ نمونہ کافی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 376 تا 378)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اَور مقام پر فرماتے ہیں کہ ’’اللہ جل شانہٗ نے اپنے نبی معصوم کے محفوظ رکھنے کے لئے یہ امر خارق عادت دکھلایا کہ باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے رفیق کے مخفی تھے مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیج دیا جس نے اسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنادیا اور انڈے بھی دے دیئے اور اسی طرح اذنِ الٰہی سے عنکبوت نے اس غار پر اپنا گھر بنادیا جس سے مخالف لوگ دھوکہ میں پڑکر ناکام واپس چلے گئے۔‘‘

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 66حاشیہ)

پھر روایت میں آتا ہے کہ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت ابوبکرؓ کے ہونہار صاحبزادے حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ رات کو غارِثور آتے اور دن بھر کی مکّہ کی ساری خبریں دیتے۔ ہدایات لیتے اور علی الصبح اس طور سے مکہ واپس چلے جاتے کہ جیسے رات مکّہ میں ہی بسر کی ہو اور ساتھ ہی عامر بن فُہیرہ کی ذہانت ہے کہ رات کو دودھ والی بکریوں کا دودھ دینے کے بعد بکریوں کے ریوڑ کو اس طرح واپس لاتے کہ حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ کے قدموں کے نشانوں کو بھی ساتھ ساتھ مٹادیا جاتا۔

(صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب ھجرة النبی ﷺ ... حدیث نمبر۳۹۰۵)

(السیرة النبویة لابن ھشام جزء۱-۲ صفحہ ۲۸۹ ، ذکر ھجرة الرسول، مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۲۰۰۸ء)

بعض سیرت نگاروں نے تو یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت اسماءؓ روزانہ کھانا لے کر آیا کرتی تھیں۔ (السیرة الحلبیہ جزء۲ صفحہ ۵۴ باب عرض رسول اللہ ﷺ نفسہ۔۔۔ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۲ء) لیکن یہ جو ہے بعید از قیاس بات ہے۔ بعضوں کی یہ رائے صحیح ہے کہ اس خطرے کے عالم میں ایک خاتون کا روزانہ ادھر آنا راز فاش کرنے کے مترادف ہے اور جبکہ عبداللہ بن ابوبکر روزانہ آرہے تھے تو پھر حضرت اسماءؓ کے کھانا لانے کی کیا ضرورت ہوسکتی تھی۔ بہرحال اللہ بہتر جانتا ہے۔ لیکن تین دن اسی طرح گزر گئے۔ مکہ والے جب قریبی جگہوں کی تلاش سے فارغ ہوکر ناکام ہوگئے تو انہوں نے باہم مشاورت سے ایک بہت بڑے انعام کا اعلان کرتے ہوئے اردگرد کی بستیوں میں ڈھنڈورچی بھیج دیے جو اعلان کر رہے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زندہ یا مردہ لانے کی صورت میں ایک سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ اتنے بڑے انعام کی لالچ نے کئی لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش کے لیے پھر سے تازہ دم کر دیا۔

(السیرة الحلبیہ جلد۲ صفحہ ۵۸ باب الھجرة الی المدینة مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۲ء)

دوسری طرف تین دن مکمل ہونے پر حسبِ وعدہ عبداللہ بن اُرَیْقِط اونٹ لے کر آ گیا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ عبداللہ بن اُرَیْقِط سے یہ وعدہ ٹھہرایا گیا تھا کہ وہ تین دن کے بعد صبح کے وقت اونٹ لے کر پہنچے گا۔

(السیرة النبویة لابن ھشام صفحہ ۳۴۴، ھجرة الرسول مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۱ء)

(صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب ھجرة النبی ﷺ ... حدیث نمبر۳۹۰۵)

(فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد ۷ صفحہ ۲۳۸ دار المعرفة بیروت)

اس روایت سے یہ تاثر ملتا ہے کہ غارِثور سے مدینہ کی طرف روانگی صبح کے وقت شروع ہوئی تھی مگر بخاری کی ہی دوسری روایت میں یہ وضاحت موجود ہے کہ سفر رات کے وقت شروع ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے عبداللہ بن اُرَیْقِط کا ذکر کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے اسے پہلے سے اپنی اونٹنیاں سپرد کر رکھی تھیں اور سمجھا رکھا تھا کہ تین رات کے بعد تیسرے دن کی صبح کو اونٹنیاں لے کر غارِ ثور میں پہنچ جائے۔ چنانچہ وہ حسب قرار داد پہنچ گیا۔ یہ بخاری کی مشہور روایت ہے مگر مؤرخین لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو روانہ ہوئے تھے اور خود بخاری کی ہی ایک دوسری روایت میں اس کی تصدیق پائی جاتی ہے۔ اور قرین قیاس بھی یہی ہے کہ آپؐ رات کو روانہ ہوئے ہوں۔‘‘

(سیرت خاتم النبیین صفحہ 239-240)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کی رات یکم ربیع الاول کو غار سے نکل کر روانہ ہوئے۔ ابنِ سعد کے مطابق آپؐ ربیع الاول کی چار تاریخ کو پیر کی رات غار سے روانہ ہوئے۔

(تاریخ الخمیس جلد۲ صفحہ ۱۸، ذکر خروجہ ﷺ مع ابی بکر من مکة۔۔۔ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۹ء)

پہلی تاریخ خمیس کی روایت ہے۔

صحیح بخاری کے شارح عَلّامہ ابن حَجَر عَسْقِلَانی لکھتے ہیں کہ امام حاکم نے کہا کہ اس بارے میں متواتر آرا ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے نکلنا پیر کے دن تھا اور مدینہ میں داخل ہونا بھی پیر کے دن تھا سوائے محمد بن موسیٰ خوارزمی کے جس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے جمعرات کے روز نکلے۔ علامہ ابن حَجَر ان روایات میں تطبیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے تو جمعرات کو نکلے تھے اور غار میں جمعہ، ہفتہ اور اتوار، تین راتیں قیام کرنے کے بعد پیر کی رات کو مدینہ کے لیے روانہ ہوئے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر جلد 7 صفحہ 299مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹنی جس کا نام قَصْوَا ملتا ہے اس پر سوار ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی اونٹنی پر اپنے ساتھ عامر بن فُہَیرہ کو سوار کیا اور اُرَیْقِط اپنے اونٹ پر سوار ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گھر میں کل سرمایہ پانچ یا چھ ہزار درہم تھا وہ بھی ساتھ لیا۔ بعض روایات کے مطابق عامر بن فُہیرہ اور حضرت اَسماءؓ کھانا لے کر آ گئیں اور جس میں بکری کا بھنا ہوا گوشت تھا لیکن یہاں پہنچ کر خیال آیا کہ کھانا اور مشکیزہ باندھنے کے لیے کوئی کپڑا وغیرہ نہیں ہے تو حضرت اَسماء نے اپنا نطاق کھول کر دو حصے کیے۔ ایک سے کھانا اور ایک سے مشکیزے کا منہ باندھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماءؓ کو جنت میں دو نطاقوں کی بشارت دی اور ان سب کو رخصت کیا اور یہ دعا کرتے ہوئے سفر شروع کیا: اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنِيْ فِيْ سَفَرِيْ، وَاخْلُفْنِيْ فِيْ أَهْلِيْ کہ اے اللہ! میرے سفر میں تُو میرا ساتھی ہو جا اور میرے اہل میں میرا قائم مقام ہو جا۔

(محمدرسول اللہ والذین معہ از عبدالحمید جودة السحار جلد۳ صفحہ ۶۱مکتبة مصر)

(السیرة النبویة لابن ھشام صفحہ ۳۴۵، دا رالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۱ء)

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ نطاق سے کھانا باندھنے کا واقعہ حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے چلتے وقت ہوا تھا لیکن بہرحال یہاں بھی یہ ذکر ملتا ہے۔ تاریخ میں دو مواقع پر یہ ذکر ملتا ہے۔ بعض کے نزدیک اس وقت جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے لیے مکہ میں حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے غارِ ثور کے لیے روانہ ہو رہے تھے اور بعض کے نزدیک اس وقت جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ ثور سے مدینہ کے لیے روانہ ہو رہے تھے۔ بہرحال یہ دونوں ذکر ملتے ہیں لیکن بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سفرِ ہجرت کی جو تفصیل بیان فرمائی ہے اس روایت کے تسلسل سے یہی تاثر ملتا ہے کہ یہ حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے روانگی کا واقعہ ہے۔ لہٰذا بخاری کی روایت کو ترجیح دینا زیادہ مناسب ہو گا کیونکہ اول تو غارِ ثور کے قیام کو جس طرح خفیہ رکھا گیا تھا وہاں حضرت اسماءؓ کا کھانا لے کر جانا محلِ نظر ہوسکتا ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ اور حضرت عامِر بن فُہَیرہؓ یہ دونوں مرد روزانہ چھپ کر جا رہے تھے تو پھر ایک خاتون کا جانا حفاظت اور احتیاط کے تقاضوں کے منافی نظر آتا ہے۔ بہرحال گھر میں بھی نطاق سے کھانا باندھنے کا جو واقعہ ہے اس میں حضرت اسماءؓ کی فدائیت اور والہانہ محبت کی جھلک بھی نمایاں ہوتی ہے کہ بجائے اس کے کہ اس وقت کھانا باندھنے کے لیے کوئی اَور چیز ڈھونڈنے میں وقت ضائع کریں (اپنا کمربند کھول کر کھانا باندھ دیا)۔ غار میں تو کہا جا سکتا ہے کہ غار میں واقعہ ہوا ہو گا کیونکہ وہاں کوئی چیز نہیں تھی لیکن گھر میں بھی یہ واقعہ ہوسکتا ہے کہ فوری طور پر کوئی چیز نہ ملی ہو اور وقت ضائع ہونے کا خدشہ ہو تو اپنا کمر بند کھول کر کھانا باندھ کر حضرت ابوبکرؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رخصت کیا۔ اس لیے بخاری کی روایت کے مطابق یہ زیادہ درست معلوم ہوتا ہے کہ کھانا باندھنے کا واقعہ حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے رخصت ہونے کا ہو گا نہ کہ غارِ ثور سے مدینہ کی طرف سفر کے آغاز کا۔ بہرحال وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے لیے نکلے تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنا سارا مال ساتھ لے لیا جو پانچ یا چھ ہزار درہم تھا۔

آپؓ بیان کرتی ہیں کہ ہمارے دادا ابوقُحافہ ہمارے پاس آئے۔ اس وقت ان کی بینائی جا چکی تھی۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ وہ یعنی حضرت ابوبکرؓ اپنی ذات کے ساتھ ساتھ اپنے مال کے ذریعہ بھی

تم لوگوں کو مصیبت میں ڈال گیا ہے۔ اس پر حضرت اسماءؓ کہتی ہیں مَیں نے کہا کہ نہیں دادا جان! ہرگز نہیں۔ وہ تو ہمارے لیے بہت سامال چھوڑ گئے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ مَیں نے کچھ پتھر لیے اور ان کو گھر کے اس روشن دان میں رکھ دیا جہاں میرے والد مال رکھا کرتے تھے اور پھر مَیں نے ان پر کپڑا ڈال دیا اور اپنے دادا کا ہاتھ پکڑ کر مَیں نے کہا دادا جان اس مال پر اپنا ہاتھ تو رکھیں۔ پس انہوں نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا کوئی حرج نہیں اگر وہ تمہارے لیے اتنا کچھ چھوڑ کر گیا ہے تو پھر اس نے اچھا کیا ہے۔حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں اللہ کی قسم! حضرت ابوبکرؓ ہمارے لیے کچھ بھی چھوڑ کر نہیں گئے تھے مگر مَیں چاہتی تھی کہ اس بزرگ کو اس طرح اطمینان دلا سکوں۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۳۴۵،ہجرۃ الرسول ﷺ،دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے غارِ ثور سے روانگی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ’’غارِ ثور سے نکل کر آپؐ ایک اونٹنی پر جس کا نام بعض روایات میں اَلْقَصْوَا بیان ہوا ہے سوار ہو گئے اور دوسری پر حضرت ابوبکرؓ اور ان کا خادم عَامِر بن فُہَیرہ سوار ہوئے۔ روانہ ہوتے ہوئے آپؐ نے مکہ کی طرف آخری نظر ڈالی اور حسرت کے الفاظ میں فرمایا۔ اے مکہ کی بستی! تُو مجھے سب جگہوں سے زیادہ عزیز ہے مگر تیرے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ اِن لوگوں نے اپنے نبی کو نکالا ہے۔ اب یہ ضرور ہلاک ہوں گے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ صفحہ 240)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’دو دن اِسی غار میں انتظار کرنے کے بعد پہلے سے طے کی ہوئی تجویز کے مطابق رات کے وقت غار کے پاس سواریاں پہنچائی گئیں اور دو تیز رفتار اونٹنیوں پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی روانہ ہوئے۔ ایک اونٹنی پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رستہ دکھانے والا آدمی سوار ہوا۔‘‘ یہ بھی ایک روایت میں آتا ہے کہ دونوں ایک سواری میں تھے۔ ایک میں یہ کہ تین اونٹنیاں تھیں۔ بہرحال اور ’’دوسری اونٹنی پر حضرت ابوبکرؓ اور ان کا ملازم عامر بن فُہَیرہ سوار ہوئے۔ مدینہ کی طرف روانہ ہونے سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ مکہ کی طرف کیا۔ اس مقدس شہر پر جس میں آپ پیدا ہوئے، جس میں آپ مبعوث ہوئے اور جس میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے زمانہ سے آپ کے آباؤ اجداد رہتے چلے آئے تھے آپؐ نے آخری نظر ڈالی اور حسرت کے ساتھ شہر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے مکہ کی بستی! تو مجھے سب جگہوں سے زیادہ عزیز ہے مگر تیرے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے بھی نہایت افسوس کے ساتھ کہا: اِن لوگوں نے اپنے نبی کو نکالا ہے اب یہ ضرور ہلاک ہوں گے۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن انوار العلوم جلد 20 صفحہ 223-224)

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام باب ہجرۃ الرسول ﷺ صفحہ ۳۴۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

ایک روایت کے مطابق جب جُحْفَہ مقام پر پہنچے، جُحْفَہ مکہ سے تقریباً 82 میل کے فاصلے پر ہے تو یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ (القصص:86) یقیناً وہ جس نے تجھ پر قرآن کو فرض کیا ہے تجھے ضرور ایک واپس آنے کی جگہ کی طرف واپس لے آئے گا۔

(محمد رسول اللہ والذین معہ از عبدالحمید جودۃ السحار جلد ۳ صفحہ ۶۴ مکتبۃ مصر)

(شرح زرقانی علی مواہب اللدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۷۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ساری رات یہ سفر جاری رہا یہاں تک کہ جب دوپہر کا وقت ہونے لگا تو ایک چٹان کے سائے میں قافلہ استراحت کے لیے رکا۔حضرت ابوبکرؓ نے بستر تیار کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آرام فرمانے کی درخواست کی۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ باہر نکل گئے تا دیکھیں کہ تعاقب کرنے والوں میں سے کوئی آ تو نہیں رہا۔ اتنے میں دُور سے بکریوں کا ایک چرواہا بھی سائے کی تلاش میں ادھر آ نکلا۔حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے اس سے پوچھا لڑکے تم کس کے غلام ہو؟ اس نے کہا قریش کے ایک شخص کا ہوں۔ اس نے اس کا نام لیا اور مَیں نے اس کو پہچان لیا۔ مَیں نے کہا کیا تمہاری بکریوں میں کچھ دودھ ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ مَیں نے کہا کیا تم ہمارے لیے کچھ دودھ دوہو گے؟ اس نے کہا ہاں۔ چنانچہ مَیں نے اسے دودھ دوہنے کے لیے کہا۔ اس نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری کی ٹانگ اپنی پنڈلی اور ران کے درمیان پکڑ لی۔ پھر مَیں نے اس کو کہا کہ پہلے تھن کو اچھی طرح صاف کرو۔ پھر اپنی نگرانی میں دودھ برتن میں ڈلوایا۔ اس میں پانی ڈالا تا کہ دودھ کی حدت کچھ کم ہو جائے اور دودھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ دودھ لے کر حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک سوئے ہوئے تھے۔حضرت ابوبکرؓ نے مناسب نہ سمجھا کہ آپؐ کے آرام میں خلل کیا جائے۔ چنانچہ آپؐ کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگے۔ بیدار ہونے پر دودھ پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ پئیں۔ اور آپؐ نے اتنا پیا کہ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر مَیں نے کہا یا رسول اللہؐ! کُوچ کا وقت آ پہنچا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ یا ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب سفر دوبارہ شروع کیا جائے؟ عرض کیا گیا جی میرے آقا۔ چنانچہ سفر پھر شروع ہوا۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ بَابُ مَنَاقِبِ المُهَاجِرِينَ وَفَضْلِهِمْ حدیث نمبر ۳۶۵۲)

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد ۳ صفحہ ۲۴۳-۲۴۴،جماع ابواب الھجرۃ الی المدینۃ.... دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۳ء)

سراقہ بن مالک کا تعاقب

اس کا واقعہ یہ ہے کہ اُرَیْقِطْ جیسے ماہر راستہ شناس کی نگرانی میں ساحلی بستیوں کی جانب سے مدینہ کی طرف یہ سفر شروع کیا گیا تھا جو کہ مدینہ کے عمومی راستے سے مختلف روٹ (route) تھا۔ مکہ اور اس کے اردگرد کی بستیوں میں سو اونٹ انعام کا اعلان عام ہو چکا تھا اور بہت سے لوگ چاہتے تھے کہ یہ گراں قدر انعام انہیں ملے۔ سُراقہ بن مالِک بیان کرتے ہیں، بعد میں یہ مسلمان ہو گئے تھے اور اسلام لانے کے بعد انہوں نے خود یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ہمارے پاس کفارِ قریش کے ایلچی آئے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ ہر دو کی دیت مقرر کی ہوئی تھی ان لوگوں کے لیے جو ان دونوں کو قتل کرے گا یا انہیں زندہ پکڑ لے گا۔

سراقہ کہتے ہیں مَیں اپنی قوم بَنُو مُدْلِج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ان کے سامنے سے آیا اور ہمارے پاس کھڑا ہوا جبکہ ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا کہ اے سراقہ! مَیں نے ساحل کی طرف کچھ سائے سے دیکھے ہیں یا کہا کہ تین افراد کا ایک قافلہ جاتے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہو نہ ہو یہ محمدؐ ہی ہیں۔سراقہ بن مالک کہتے ہیں کہ مَیں جان گیا کہ واقعی یہ محمدؐ کا ہی قافلہ ہو گا لیکن میں نہیں چاہتا تھا کہ میرے ساتھ کوئی اَور اس انعام میں شریک ہو۔ اس لیے مَیں نے فوراً موقع کی نزاکت کو سنبھالا اور اس بتانے والے کو آنکھ سے اشارہ کیا کہ وہ خاموش رہے اور خود مَیں نے کہا کہ نہیں نہیں وہ محمدؐ کا قافلہ نہیں ہو سکتا بلکہ جن لوگوں کا تم ذکر کر رہے ہو وہ تو ابھی ہمارے سامنے سے گزر کر گئے ہیں۔ وہ بنو فلاں ہیں جو اپنی گمشدہ اونٹنی کی تلاش میں جا رہے تھے۔سراقہ کہتے ہیں کہ مَیں کچھ دیر اُس مجلس میں رہا تا کہ کسی کو شک نہ گزرے اور پھر اپنی ایک خادمہ کو کہا کہ وہ میری فلاں تیز رفتار گھوڑی کو لے کر گھر کے پیچھے فلاں جگہ پر کھڑی ہو اور میرا انتظار کرے اور کچھ دیر کے بعد وہ خود وہاں پہنچ گیا اور بیان کرتے ہیں کہ میں نے فال نکالی لیکن اس سفر کے خلاف نکلی لیکن میں نے پروا نہیں کی اور گھوڑی کو ایڑھ لگا کر ہوا ہو گیا اور تیزی سے اس قافلے کا پیچھا کرنے لگا جو میں سمجھتا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی قافلہ ہے۔سراقہ کہتے ہیں کہ منزل پر منزلیں مارتے ہوئے میں جلد ہی اس قافلے کے قریب پہنچ گیا اور ابھی کچھ ہی فاصلے پر تھا کہ میری گھوڑی نے خلاف معمول ٹھوکر کھائی کہ میں اس سے گر پڑا۔ پھر مَیں اٹھ کھڑا ہوا اور مَیں نے فال نکالی اور فال پھر میرے ارادے کے خلاف نکلی مگر میں چاہتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لے کر جاؤں اور سو اونٹنیوں کا انعام حاصل کروں۔ پھر میں اٹھا اور گھوڑی پر سوار ہوا اور اب مَیں اتنا قریب ہو چکا تھا کہ نہ صرف مَیں یہ پہچان چکا تھا کہ یہ محمدؐ اور ابوبکرؓ ہیں بلکہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ پڑھنے کی آواز بھی آ رہی تھی کہ اتنے میں میری گھوڑی نے بری طرح ٹھوکر کھائی اور اس کی ٹانگیں ریت میں دھنس گئیں اور میں اس سے گر پڑا۔ پھر مَیں نے گھوڑی کو ڈانٹا اور اٹھ کھڑا ہوا یعنی گھوڑی کو بُرا بھلا کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور گھوڑی اپنی ٹانگیں زمین سے نکال نہ سکتی تھی۔ آخر جب وہ سیدھی کھڑی ہوئی تو اس کی دونوں ٹانگوں سے گرد اٹھ کر فضا میں دھوئیں کی طرح پھیل گئی۔ اتنی دھنسی ہوئی تھی کہ جب مٹی سے یا ریت سے ٹانگیں باہر نکالیں تو گرد اُڑی۔ کہتے ہیں اب میں نے دوبارہ تیروں سے فال نکالی تو وہی نکلا جسے میں ناپسند کرتا تھا۔ میں نے وہیں سے امان کی آواز لگائی اور کہا کہ میری طرف سے آپ لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اس سے پوچھو کہ وہ کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ مَیں سراقہ ہوں اور آپ لوگوں سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر وہ رک گئے۔سراقہ بتانے لگا کہ مکہ والوں نے ان کے زندہ یا مردہ پکڑے جانے پر سو اونٹ انعام مقرر کیا ہے اور میں اسی لالچ میں آپ کا تعاقب کرتے ہوئے آیا ہوں لیکن جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے اس سے میں اس یقین پر قائم ہوں کہ میرا تعاقب درست نہیں ہے۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زادِ راہ وغیرہ کی پیشکش بھی کی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمایا۔ بس یہ کہا کہ ہمارے

بارے میں کسی کو نہ بتانا۔ اس نے یہ وعدہ کیا اور ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ مجھے یقین ہے کہ آپ ایک دن بادشاہت حاصل کر لیں گے۔ مجھے کوئی عہد و پیمان لکھ دیں کہ اس وقت جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں تو مجھ سے عزت و احترام سے پیش آیا جائے۔بعض روایات کے مطابق اس نے امان کی تحریر کے لیے درخواست کی تھی۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اس کو وہ تحریر حضرت ابوبکرؓ نے اور ایک روایت کے مطابق عامر بن فُہیرہؓ نے لکھ کر دی اور وہ یہ تحریر لے کر واپس آ گیا۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب باب هجرة النبی ﷺ و اصحابه الی المدینة روایت نمبر ۳۹۰۶)

(سبل الهدیٰ والرشاد جلد ۳ صفحه ۲۴۸،قصة سراقة...... دارالکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۳ء)

(محمد رسول الله والذین معه جلد ۳ صفحه ۶۴-۶۵ مطبوعه مصر)

یہ ذکر ان شاء اللہ ابھی آئندہ بھی چلے گا۔ کل ان شاء اللہ نیا سال بھی شروع ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ آنے والے سال کو افراد جماعت کے لیے، جماعت کے لیے من حیث الجماعت ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

ہر قسم کے شر سے جماعت کو محفوظ رکھے اور دشمن کے جو جماعت کے خلاف منصوبے ہیں ہر منصوبے کو خاک میں ملا دے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو اللہ تعالیٰ نے وعدے کیے ہیں ان وعدوں کو ہم بھی اپنی زندگیوں میں کثرت سے پورا ہوتا ہوا دیکھیں۔ہمیں اللہ تعالیٰ یہ نظارے بھی دکھائے۔ پس بہت دعائیں کرتے رہیں۔

نئے سال میں دعاؤں کے ساتھ داخل ہوں۔تہجد کا بھی خاص اہتمام کریں۔

بعض مساجد میں ہو بھی رہا ہے۔ باقی جہاں نہیں ہے وہاں بھی کرنا چاہیے۔ انفرادی طور پر اگر اجتماعی طور پر نہیں تو انفرادی طور پر بھی اور گھروں میں بھی تہجد کی نماز ضرور خاص طور پر ادا کرنی چاہیے۔ دعا کرنی چاہیے۔ اول تو یہ مستقل عادت ہونی چاہیے لیکن کل سے جب پڑھیں یا آج رات سے تو اس کی بھی کوشش کریں کہ زندگیوں کا مستقل حصہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بھی دے۔

یہ دعائیں بھی درود شریف اور استغفار کے علاوہ کثرت سے پڑھا کریں

کہ رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ هَدَیۡتَنَا وَهَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡوَهَّابُ ﴿۹﴾ (آل عمران:9)

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔ پھر یہ بھی دعا پڑھیں رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ اِسۡرَافَنَا فِیۡۤ اَمۡرِنَا وَ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَ انۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۱۴۸﴾ (آل عمران:148) کہ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملے میں ہماری زیادتی بھی اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس کی توفیق دے۔

مَیں نمازوں کے بعد

بعض جنازہ غائب

بھی پڑھاؤں گا۔ اس وقت ان کا ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں۔ پہلا ذکر

مکرم ملک فاروق احمد کھوکھر صاحب

کا ہے۔ یہ ضلع ملتان کے امیر رہے ہوئے ہیں۔ 18؍دسمبر کو اسّی (80) سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ان کے والد مکرم ملک عمر علی کھوکھر صاحب تھے جو رئیس ملتان کہلاتے تھے اور والدہ سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ۔ سیدہ بیگم کے نام سے جانی جاتی تھیں۔حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کی یہ بیٹی تھیں۔حضرت ملک عمر علی صاحب نے اپنی جوانی میں احمدیت قبول کی تھی۔حضرت خلیفہ ثانیؓ کے دَور میں قادیان جا کر انہوں نے بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ ملک عمر علی صاحب کی وفات جلدی ہوگئی تھی۔ اس وقت ملک فاروق احمد صاحب تقریباً بیس بائیس سال کی عمر کے تھے۔ جوان تھے۔ ملک صاحب کا علاوہ زمینوں کے کراچی میں کچھ بزنس تھا۔ اس کو انہوں نے بڑا احسن رنگ میں سنبھالا اور اپنی والدہ، دو والدہ تھیں ان کی اور بہن بھائیوں کی پرورش کی۔ ملک فاروق کھوکھر صاحب لمبا عرصہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع ملتان اور پھر قائد علاقہ ملتان کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ 1980ء سے 85ء تک بطور امیر ضلع ملتان خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران میں آپ امیر شہر ملتان بھی خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ ان کی شادی 1968ء میں حضرت مرزا عزیز احمد صاحب کی بیٹی دردانہ صاحبہ سے ہوئی تھی۔حضرت خلیفة المسیح الثالثؒ نے نکاح پڑھایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹے اور پانچ بیٹیوں سے نوازا۔

آپ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ بہت ہی محبت کرنے والے اور خیال رکھنے والے تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتے۔ باقاعدہ تہجد پڑھتے اور مجھے بھی روزانہ تہجد کے لیے اٹھاتے تھے۔جس دن وفات ہوئی ہے اس رات بھی نفل پڑھے اور نماز پڑھی اور پھر سو گئے۔ ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ کہتے ہیں جب ابھی امیر جماعت نہیں تھے تو کسی احمدی کا کوئی مسئلہ ہوتا، کسی وقت بھی کسی کا کام آ جاتا یا اس کا فون آ جاتا تو فوری طور پر کام کے لیے تیار ہوتے۔ کہتی ہیں جب امیر جماعت بنے تو مجھے یہ حکم تھا کہ ہر وقت کھانے اور چائے کا انتظام تیار رہنا چاہیے کسی وقت بھی کوئی مہمان آ سکتا ہے۔ کہتی ہیں مجھے نہیں یاد کبھی میرا گھر مہمانوں سے خالی ہو یا کوئی نہ کوئی مستقل آ کے ٹھہرا نہ ہو۔بعض مربیان کو بھی گھر میں ٹھہراتے تھے۔ گھر جو تھا وہ دفتر ہی بنا رہتا تھا۔ بہت کھلے دل کے اور دل سے محبت کرنے والے تھے۔سب غیر احمدی رشتہ دار بلکہ پورا کھوکھر خاندان ان کی بہت عزت اور احترام کرتا تھا۔محبت کرتا تھا۔ انہوں نے ہمیشہ ان سے خوب نبھایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن مجید کی تلاوت بہت اچھی تھی۔ کہتی ہیں جب میں تلاوت کرتی تھی تو میری تلاوت کی بغیر قرآن مجید کھولے اصلاح کرتے تھے۔

ان کے بیٹے طلحہ کہتے ہیں کہ اپنی دونوں ماؤں کا بہت خیال رکھا اور کبھی فرق نہیں کیا اور اپنی تمام بہنوں بھائیوں کی شادیاں بھی خود ہی کروائیں۔ ان کا گھر ہمیشہ ان کے دل کی طرح ہر ایک کے لیے کھلا تھا خاص طور پر واقفین جماعت کے لیے۔ ان کا ایک گھر خیرا گلی مری میں تھا اور کہا کرتے تھے یہ تو میں نے بنایا ہی جماعت کے لیے ہے۔ کبھی کسی کو انکار نہیں کیا جو بھی وہاں جا کے رہنا چاہتا تھا رہتا تھا وہاں۔ یہ کہتے ہیں کہ 1984ء کے حکومتی آرڈیننس کے بعد کے آزمائشی دور میں خدا کے فضل سے اپنی دلیرانہ personality سے ملتان ضلع اور شہر کے تمام ساتھیوں کو ہمیشہ ہمت دلاتے رہے، کبھی کمزور نہیں پڑنے دیا۔حضرت خلیفة المسیح الرابعؒ کا جو ہجرت کا سفر تھا۔ اللہ کے فضل سے ان کو حضور کے قافلہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی اور ایک جگہ ایک موقع پر انہوں نے قافلے کو لیڈ بھی کیا، صحیح رستہ گائیڈ کیا۔ ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ ابا کی امارت کے دوران ہمارا گھر گھر سے زیادہ دفتر بنا ہوتا تھا۔خوب رونق ہوتی تھی۔ زمینوں کا کام اپنے چھوٹے بھائی کے سپرد کر دیا اور اپنا تمام وقت دین کے لیے وقف کر دیا۔ ہر ایک بے تکلفی سے آیا کرتا تھا۔ بے تکلف طبیعت تھی۔ غیر از جماعت رشتہ داروں کی مالی مدد بھی کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کے جنازے پر ہمارے کچھ رشتہ دار آئے تو روتے ہوئے کہنے لگے آج ہم لاوارث ہو گئے ہیں کیونکہ ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں ہمیشہ ہمیں نماز کی تلقین کرتے خاص طور پر فجر کی نماز کی۔ ان کی چھوٹی بیٹی فائزہ کہتی ہیں کہ ابا کا اللہ پر توکّل ہمارے لیے ایک مثال تھی۔ ہر طرح کا زمانہ دیکھا۔ نوجوانی میں یتیم ہوئے۔ ہر طرح کے حالات دیکھے۔تنگی بھی اور آرام بھی مگر مَیں نے بچپن سے دیکھا ہے کہ ابا نے اللہ پر توکّل کا برملا اظہار کیا اور ہمیشہ کہتے کہ میرے ہر کام اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے۔ کہتی ہیں کہ ابا کو خلافت سے بے انتہا محبت تھی اور خلافت کا ذکر کرتے ہوئے رو پڑتے تھے اور ایک ابتلا بھی ان پر آیا اور اس کو بھی انہوں نے بڑے صبر اور دعاؤں کے ساتھ گزارا۔

ان کے چھوٹے بھائی ملک طارق علی کھوکھر جو دوسری والدہ سے تھے وہ کہتے ہیں کہ میری عمر نو سال تھی جب میرے والد فوت ہوئے اور یہ بھائی جان میرے بڑے بھائی ملک فاروق جو تھے یہ 22 سال کے نوجوان تھے لیکن انہوں نے ہمیں باپ کی طرح سنبھال لیا اور تمام عمر مجھے کبھی باپ کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ غیر از جماعت رشتہ داروں پر ان کا خاص رعب تھا اور انکا یہ خیال بھی بہت رکھتے تھے۔ بے شمار احمدی خاندانوں کی کفالت کر رہے تھے۔ بہت سے بچوں کو تعلیم دلوا کر برسرروزگار کیا۔ پھر کہتے ہیں کہ میرے بھائی ہر ضرورت مند کو قرضہ دیتے تھے اور کبھی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا۔ ہمیشہ اس نیت سے دیتے تھے کہ قرضہ حسنہ ہے۔ بہت سے نومبائع کہتے ہیں کہ ہمیں احمدیت میں داخل ہونے کے بعد ملک فاروق احمد کھوکھر صاحب نے اپنوں کی طرح سنبھال کر ہماری ضروریات کا خیال رکھا۔ اسّی سال کے ہو گئے تھے لیکن گذشتہ دو سال سے کہتے ہیں کہ ان کو فکر تھی تو یہ کہ اپنی جائیداد کا حصہ ادا کر دوں۔ زیادہ تر حصہ جائیداد ادا کر دیا تھا، کچھ رہ بھی گیا۔ اللہ تعالیٰ بچوں کو توفیق دے کہ باقی بھی ادا کر دیں۔

ان کی بہن طاہرہ کہتی ہیں یہ بھی دوسری والدہ سے ہیں کہ میرے بھائی نے ہمیشہ میرے ساتھ ایک شفیق باپ کی طرح سلوک کیا۔سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے کبھی سگے اور سوتیلے کی تفریق نہیں کی۔سب بہن بھائیوں

سے یکساں سلوک کیا اور دونوں والداؤں کے ساتھ برابری کا سلوک کیا۔ ہمیں کبھی یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ ہماری مائیں علیحدہ ہیں۔ پھر یہ کہتی ہیں کہ وہ واقعتاً میرے باپ ہی کی جگہ تھے۔ جس طرح خاموشی سے ایک باپ اپنی بیٹی کے دکھ اور سکھ میں کام آتا ہے بالکل ایسا ہی ان کا میرے ساتھ تعلق تھا۔ پھر ان کی بیٹی نمود ِسحر کہتی ہیں کہ کچھ چیزیں ابا کی زندگی میں بہت نمایاں ہیں اور بار بار یاد آتی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ ان کی مہمان نوازی اور لوگوں سے محبت کا تعلق ہے۔ پھر کہتی ہیں: مہمان نوازی کا یہ حال تھا کہ گھر میں کھانا پکا ہوتا مہمان آجاتے۔ کھانے کے لیے گھر والے بیٹھے ہیں لیکن وہی کھانا باہر مہمانوں کو چلا گیا اور گھر والوں نے پھر انڈے تل کر گزارا کر لیا۔ پھر کہتی ہیں کہ بہت سی غلطیاں زندگیوں میں ہوتی ہیں۔ انسان سے اونچ نیچ بھی ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے بعض ابتلا میں سے بھی ان کو گزرنا پڑا لیکن کبھی خلافت کے بارے میں انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی کہ جس سے ہمیں کبھی خیال ہو کہ خلیفہ وقت کا کوئی غلط فیصلہ ہوا ہے۔ ہمیشہ ہمارے گھر میں خطبہ سننا اور جماعت سے تعلق رکھنا یہ خاص اہتمام سے ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے بچوں کو صبر اور حوصلہ دے اور نیکیوں میں بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا ذکر

رحمت اللہ صاحب

کا ہے۔ یہ انڈونیشیا کے ہیں۔ چھیاسٹھ (66) سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مشرقی جاوا میں ان کی پیدائش ہوئی۔ 1980ء میں جماعت انڈونیشیا کے سابق رئیس التبلیغ مکرم سیوطی عزیز احمد صاحب کے ذریعہ بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے۔ 1993ء میں نظامِ وصیت میں شامل ہوئے۔ وہاں کارنگ ٹینگہ (Karang Tengah) کی جماعت ہے، اپنی وفات تک وہاں ان کو خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بچے اور چھ نواسے شامل ہیں۔

ان کی اہلیہ نے لکھا کہ مرحوم نے ایک خواب دیکھا تھا جس میں انہوں نے اپنے آپ کو لوگوں کے ہجوم کے درمیان قطاروں میں کھڑے دیکھا۔ انہوں نے خواب میں کسی سے پوچھا کہ کون سی قطار میں شامل ہو جاؤں۔ کسی نے ایک قطار کی طرف اشارہ کیا جس میں ایک مقدس ہستی تھی۔ مرحوم نے اس مقدس آدمی کو نہیں پہچانا۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد معلوم ہوا کہ انہوں نے خواب میں جس مقدس ہستی کو دیکھا تھا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ اسی وجہ سے مرحوم جماعت کی سچائی کے قائل ہو گئے اور پھر بیعت بھی کر لی۔ آپ کی بیٹی نے لکھا کہ مرحوم بیعت کے بعد مقامی جماعت کے علاوہ لوکل مجلس انصار اللہ میں خدمت بجالاتے رہے۔ جماعت کو مخالفین کی طرف سے حملے اور دھمکیاں ملتی تھیں تو مرحوم بڑی بہادری سے جماعت کی طرف سے دفاع کرتے تھے۔ بڑے سخی تھے۔ جب کوئی مدد مانگنے یا قرض لینے آتا تو ہمیشہ اس کی مدد کرتے۔ ان کی تیسری بیٹی نے لکھا کہ خلافت سے بے انتہا محبت رکھنے والے تھے اور بڑے اطاعت گزار تھے۔

عبدالباسط صاحب امیر انڈونیشیا لکھتے ہیں کہ خلافت اور جماعت سے بے پناہ محبت رکھنے والے تھے۔ کہتے ہیں وہاں مغربی جاوا کے ایک شہر میں ایک جماعت ہے وہاں چند مرتبہ مخالفین جماعت نے ہماری مسجد پر حملہ کیا اور مقامی حکومت کو جماعت کی سرگرمیوں پر پابندی لگانے کے لیے کہا تو اس موقع پر رحمت اللہ صاحب نے بڑی بہادری سے مخالفین اور مقامی حکومت کا سامنا کیا اور ان کے اعتراضات کے جواب دیتے اور مرحوم کی کوششوں کی وجہ سے وہاں اب تک جماعت قائم ہے اور کوئی پابندی نہیں لگائی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کے بچوں کو بھی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا ذکر

الحاج عبدالحمید ٹاک صاحب

یاری پورہ کشمیر کا ہے۔ 24؍دسمبر کو 94 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ محمد اکرم ٹاک صاحب یاری پورہ کے بیٹے تھے جو اس علاقے کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ مرحوم بہت نیک، نرم مزاج، ملنسار، ہر دلعزیز، سنجیدہ مزاج، خاموش طبع بزرگ تھے۔ لمبا عرصہ جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ صوبائی امیر جموں و کشمیر کے علاوہ ضلعی امیر اور ناظم انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مقامی جماعت میں مقامی عہدوں پر خدمت بجالاتے رہے۔ سالہا سال انجمن تحریک جدید بھارت کے اعزازی ممبر اور رکن رہے۔ ان کے وقت میں صوبائی امارت کے دوران 1987ء میں وادیٔ کشمیر میں پانچ جماعتی سکولوں کا قیام بھی عمل میں آیا۔ کئی مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کے لیے آپ نے بہت محنت کی۔ نوجوانوں کی علمی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور بڑھانے کے لیے کافی کوششیں کرتے اور اس کام میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ یاری پورہ کے علاقے میں ان کی سماجی خدمات کی وجہ سے لوگوں میں آپ کی بڑی عزت تھی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اگلی نسلوں کو بھی نیک اور صالح بنائے، خدمت کی توفیق دیتا رہے۔

آج کی دعا

رَبَّنَا عَلَیۡکَ تَوَکَّلۡنَا وَاِلَیۡکَ اَنَبۡنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۵﴾ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَۃً لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَاغۡفِرۡ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۶﴾

(الممتحنۃ: 5-6)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! تجھ پر ہی ہم توکل کرتے ہیں اور تیری طرف ہی ہم جھکتے ہیں اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ اے ہمارے ربّ! ہمیں ان لوگوں کے لئے ابتلا نہ بنا جنہوں نے کفر کیا اور اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے یقیناً تو کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

یہ قرآن مجید کی مخالفین کے شر سے بچنے، مغفرت اور قوم کے سیدھے راستے پر چلتے رہنے کی اہم دعا ہے۔

ہمارے بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر مخالفین کے شر سے بچنے کے لئے اور مغفرت کے لئے اور قوم کے سیدھے راستے پر چلنے کے لئے بھی ایک دعا ہے۔ فرمایا: رَبَّنَا عَلَیۡکَ تَوَکَّلۡنَا وَاِلَیۡکَ اَنَبۡنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۵﴾ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَۃً لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَاغۡفِرۡ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۶﴾ (الممتحنۃ: 6-5) اے ہمارے رب تجھ پر ہی ہم توکل کرتے ہیں اور تیری طرف ہی ہم جھکتے ہیں اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں ان لوگوں کے لئے ابتلاء نہ بنا جنہوں نے کفر کیا اور اے ہمارے رب ہمیں بخش دے۔ یقیناً تو کامل غلبے والا اور صاحب حکمت ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَۃً لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فرما کر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اے اللہ تیری باتوں اور حکموں پر عمل نہ کر کے ہم کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھیں جس سے احمدیت اور اسلام کمزور ہو اور اس وجہ سے مخالفین اور کفار کو موقع ملے کہ وہ اسلام پر حملہ کریں۔ دیکھیں آج کل یہی ہو رہا ہے، جس کو موقع ملتا ہے اسلام پر حملہ کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ پس اس دُعا کی فی زمانہ بہت ضرورت ہے اور جہاں اپنے لئے دعا کریں وہاں ان دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی دعا کریں جو کفار کو، غیرمسلموں کو یہ موقع فراہم کر رہے ہیں کہ وہ اسلام پر حملے کریں۔ مسلمانوں کو نعرے لگانے اور توڑ پھوڑ کی حد تک تو فکر ہے، ذرا سی کوئی بات ہو جائے تو توڑ پھوڑ شروع ہو جاتی ہے، نعرے شروع ہو جاتے ہیں، جلوس نکل آتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی فکر نہیں۔ یہ کرنے کے بعد وہ سمجھتے ہیں کہ مقصد پورا ہو گیا۔ اسی وجہ سے اور ان کے انہی عملوں کی وجہ سے پھر مخالفوں کو مختلف طریقوں سے اسلام پر حملے کرنے کا مزید موقع ملتا ہے اور جو جری اللہ ان حملوں سے اسلام کو بچا رہا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا یہ مسلمان اس کی مخالفت کر رہے ہیں اور اللہ اور رسولؐ کا حکم نہ مان کر کافروں کے لئے اسلام کے خلاف فتنے کے سامان پیدا کر رہے ہیں اور نتیجۃً پھر اللہ تعالیٰ کی بخشش سے بھی محروم ہو رہے ہیں۔ پس یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ جو غالب اور حکمت والا ہے ہمیں اور تمام امت کو اپنی اس صفت سے متصف کرتے ہوئے حکمت عطا فرما تا کہ ایسی باتوں سے باز رہیں جو اسلام کو نقصان پہنچانے والی ہیں اور ہم جلد تیرے دین کے غلبے کے دن دیکھیں۔

(خطبہ جمعہ 6 اکتوبر 2006ء بحوالہ خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 507-508)

مرسلہ: مریم رحمٰن

الفضل کے حوالے سے قارئین کی آراء

- **مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا سے لکھتی ہیں:**

برصغیر کے مسلسل شائع ہونے والے قدیم ترین روزنامہ کی لازوال داستان اور انقلابی روئداد پر 15جنوری 2022 ء کے شمارے میں جامع اور زور دار اداریہ بعنوان ’’روزنامہ الفضل آن لائن کا تعارف‘‘ پڑھ کر بہت حظ اٹھایا۔

ماشاءاللہ ہمارا یہ مؤقر جریدہ بانیٴ الفضل اور خلفائے احمدیت کی قیمتی دعاؤں اور راہنمائی میں ترقیات و کامیابیوں کی نئی منازل طے کرتا جارہا ہے ۔ الحمد للہ احباب جماعت میں روزنامہ الفضل کے مطالعے کا رجحان دن بدن بڑھ رہا ہے۔ گزشتہ ماہ خاکسار کی اپنی والدہ سے ملاقات کے دوران آپ نے بارہا دکھ اور بوجھل دل کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا کہ میں الفضل اخبار کو بہت مِس کرتی ہوں **روزنامہ الفضل تو میری رونق تھی**۔ میرے بتانے پر کہ الفضل تو آپ اب بھی پڑھ سکتی ہیں اپنے فون پر ، اس پر کہنے لگیں کہ زیادہ دیر فون پر پڑھوں تو آنکھیں تھک جاتی ہیں، جو لطف الفضل اخبار ہاتھ میں لیکر پڑھنے کا آتا تھا وہ فون پر نہیں۔ خیر میں جتنا عرصہ میں ان کے پاس رہی الفضل پڑھ کر سناتی رہی واپس کینیڈا آ کر بھی کوشش کرتی ہوں کہ کم از کم روزنامہ الفضل کا پہلا صفحہ تو ضرور اپنی والدہ صاحبہ کو پڑھ کر سناؤں ۔ اللہ تعالیٰ آپ اور تمام قارئین اور قلمی معاونت کرنے والوں کی کوششوں اور کاوشوں میں بے حد و حساب برکت ڈالے اور ہمارا یہ پیارا اخبار ہماری علمی اور روحانی پیاس بجھاتا چلا جائے۔

اس اہم آرٹیکل نے جہاں ہمیں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں اس بات کا فہم و ادراک بھی دیا ہے کہ ہم روزنامہ الفضل کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس میں شامل انواع و اقسام کے دینی و دنیاوی مضامین سے نہ صرف خود سیر ہوں بلکہ دوسروں کو بھی سیراب کرتے چلیں جائیں۔ تب جا کر کہیں ہم سیدنا مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی شبانہ روز روزنامہ الفضل کی اشاعت و ترویج کے لیے کی گئی دعاؤں کا کسی حد تک حق ادا کر سکتے ہیں ۔ اے اللہ ! تو ہی اس کارخیر میں ہماری تائید و نصرت فرما۔ آمین یا رب العالمین !

- **مکرمہ امتہ السلام انور ۔ کیلگری کینیڈا سے لکھتی ہیں:**

الفضل کی تاریخ کے حوالے سے مضمون پڑھا بہت دلچسپ ہے۔ **واقعی اس اخبار کا معیار آج بھی ویسا ہی بلند ہے جیسا ایک صدی پہلے تھا۔** مجھے جب وقت ملے تو گزشتہ صدی کے شمارے نکال کر پڑھتی ہوں۔ بہت ہی دلچسپ مضامین، تاریخی باتیں پڑھنے کو ملتی ہیں۔

- **مکرم ابن ایف آر بسمل لکھتے ہیں:**

آج 15 جنوری 2022ء کے شمارے میں آپ نے الفضل کا بہت خوبصورت تعارف کروایا ہے۔ الفضل یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی قوت قدسیہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ، المصلح الموعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، پھر نافلہ موعود حضرت خلیفۃ الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اور اب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی روحانی توجہات اور دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

سلطان القلم حضرت مسیح موعود کی روحانی فوج کا ایک ادنیٰ ترین سپاہی ہونے کی حیثیت سے یہ عاجز بھی تقریباً نصف صدی سے الفضل کے لئے لکھنے کی توفیق پا رہا ہے۔ جس کے لئے یہ عاجز آپ کا اور آپ سے پہلے ایڈیٹرز کا شکر گزار ہے۔ اس عاجز کے پیش نظر حضرت مسیح موعود کا یہ ارشاد ہوتا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:

’’قلم کو روکنا نہیں چاہیئے نبیوں کو خدا تعالیٰ نے اس لئے الوالایدی و الابصار کہا ہے کیونکہ وہ ہاتھوں سے کام لیتے ہیں پس چاہیئے کہ تمہارے ہاتھ اور قلم نہ رکیں اس سے ثواب ہوتا ہے جہاں تک بیان اور لسان سے کام لے سکو کام لئے گے جاؤ اور جو باتیں تائید دین کے لئے سمجھ میں آتی جاویں انہیں پیش کئے جاؤ وہ کسی نہ کسی کو فائدہ پہنچائیں گی۔‘‘

(الحکم 17 فروری 1904)

دعا کریں اللہ تعالیٰ یہ ادنیٰ خدمت اپنے فضل سے قبول فرمالے اور نسلا بعد نسل خلافت کے قدموں رہ کر توفیق دیتا رہے

- **مکرم فرحان احمد حمزہ قریشی ۔ کینیڈا سے لکھتے ہیں:**

الفضل آن لائن کے تعارف پر مشتمل اداریہ کو اپنے حلقہ احباب میں circulate کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ پیارا اخبار دن بہ دن ترقیات کی نئی منازل طے کرتا چلا جائے۔ آمین

نیز عرض ہے کہ آپ نے حضرت مولانا عبید اللہ بسمل صاحب پر میرے مضمون کو شائع کر کے میری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ اس کے لئے میں تہِ دل سے آپ کا مشکور ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

- **مکرم نعیم احمد بٹ لکھتے ہیں:**

الحمد للہ ! الفضل بیشمار نئی معلومات فراہم کرتا روزانہ طلوع ہوتا ہے لیکن الفضل کے اس تعارف نے مزید معلومات میں اضافہ کر دیا ہے۔ الفضل کا نام بھی رویاء میں بتایا گیا۔ اس کے تعارف میں کئی معلومات کا خزانہ ہے اور **ہر مضمون پڑھنے کے لائق ہے۔ چھوٹی سی بات کو status پر لگاتا ہوں جو بعض غیر از جماعت بھی لگا لیتے ہیں** اس طرح حالات کے پیش نظر الفضل کی باتیں آگے پہنچائی جاتی ہیں۔

- **مکرم طاہر احمد ۔ فن لینڈ سے لکھتے ہیں:**

’’روزنامہ لفضل کا تعارف‘‘ بھی بہت اہم اور ضروری مضمون ہے۔ اللہ کرے کہ آپ کی اس کاوش سے مزید لوگوں کا تعلق الفضل سے بندھ جائے۔ آمین

- **مکرمہ عائشہ چوہدری ۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:**

15 جنوری کا اداریہ ’’الفضل کا تعارف‘‘ حسب معمول ایک عمدہ اداریہ ہے ۔صرف اُس وقت ہی نہیں بلکہ ہر زمانے میں ایسے اخبار کی ضرورت رہے گی جو ہمارے دلوں کو خلافت کی محبت سے گرمائے اور محبت میں بڑھائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے الفضل اخبار ایک ایسا اخبار ہے جس میں ہر ایک کے لئے فائدہ مند مواد موجود ہے۔ **کوشش کرنی چاہئے کہ صبح ناشتے کی میز پر دنیاوی خوراک کے ساتھ ساتھ اس روحانی مائدہ سے بھی استفادہ کریں۔ اب تو یہ نعمت آن لائن سب کو دستیاب ہے۔** سب اس کو با آسانی پڑھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ہمارے علم میں اضافہ کرے آمین۔

- **مکرم خواجہ عبد الجلیل عباد ۔ جرمنی سے لکھتے ہیں:**

الفضل کا تعارف ابھی پڑھا ہے میری معلومات میں اضافہ ہوا ماشاءاللہ بہت مفید اور روح پرور حقائق پر مبنی باتیں ہیں۔ میں بھی ان شاءاللہ اب باقاعدگی سے الفضل کے لئے نظمیں لکھوں گا تا کہ اس جاری ثواب کا حصہ بن سکوں۔

- **مکرمہ عطیۃ العلیم لکھتی ہیں:**

الفضل سے ہر ممبر، چھوٹا بڑا استفادہ کرے یہ میرے دل کی بھی خواہش ہے۔ میں جس حد تک ممکن ہے ممبرز کو اس طرف توجہ دلاتی رہتی ہوں۔ **الفضل کا ہر دن کا شمارہ اپنے اندر نئی شان رکھتا ہے۔**

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

- **مکرمہ امتہ الشافی۔برطانیہ سے لکھتی ہیں:**

اللہ تعالیٰ سب کو الفضل پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔ **خزانے چھپے ہیں۔اس اخبار میں۔میری زندگی میں کافی حد تک روحانی ترقی کا سبب یہ اخبار بنی۔** جب تک ربوہ میں رہی کبھی کبھی پڑھ لیا کرتی تھی۔شادی کے بعد سندھ چلی گئی،وہ بھی دُور دراز گاؤں میں،جہاں ڈاک کا بھی انتظام نہ تھا۔سوچا کرتی تھی،اب کیا کروں؟ کیسے اخبار منگواؤں؟ پھر ایک اسٹیٹ کے ایک گھرانے نے اخبار منگوانا شروع کیا مگر وہ بھی کافی مُشکل سے میرے پاس پہنچتا تھا۔ ان دنوں معاشی مسائل کی وجہ سے بھی اخبار منگوانا مُشکل ہوتا تھا۔خیر کوششیں جاری رکھی۔پیسے جمع کرتی جاتی اور الفضل منگواتی۔ جب اخبار آتا تو رات کو اپنے ساس سُسر کو اور بھی جو گھر میں موجود ہوتا بٹھا لیتی اور اخبار سُناتی۔میری ساس بہت دلچسپی سے سنتیں تھیں۔چار سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔پھر اپنی نوکری کے سلسلے میں ای قریبی اسٹیٹ سندھ میں آ گئی تو اخبار اپنے نام سے لگوالیا اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لئے دیتی تھی۔جب میں یہاں جب سے میر پور خاص شفٹ ہوئی تو میرا آدھا سامان الفضل ہی تھا۔

میر پور خاص آنے کے بعد مسلسل الفضل اخبار ہمارے گھر آتا رہا اور ہم استفادہ کرتے رہے۔اپنے اجلاسوں میں لازمی الفضل کے پہلے صفحے کو سُنتے اور سُناتے تھے۔ **قصہ مختصر الفضل اخبار نے جہاں میرے روحانی سفر میں بہت اہم کردار ادا کیا وہاں باقی افراد خانہ نے بھی اپنی اپنی استعداد کے مُطابق فائدہ اُٹھایا۔**

اللہ تعالیٰ اس اخبار کے جاری کرنے والوں اور معاونین کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔جو ہماری روح کے لئے سکون کا باعث بنا۔میرا چھوٹا بھائی مُجھے روز بھجوادیتا ہے۔یوں اب تو بیٹھے بٹھائے پیاسی روحیں سیراب ہوتی ہیں

سانحہ ارتحال

- **مکرم محمد ساجد قمر۔صدر جماعت سنٹرل کرائیڈن برطانیہ یہ افسوس ناک اطلاع بھجواتے ہیں:**

خاکسار کی والدہ محترمہ صادقہ ثریا بیگم اہلیہ چوہدری محمد صادق صاحب (مرحوم) مورخہ یکم جنوری 2022ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی انتقال کر گئیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

اسی روز شام بہشتی مقبرہ میں آپ کی نماز جنازہ محترم ڈاکٹر عبد الخالق خالد نے پڑھائی اور قبر تیار ہونے پر محترم ناصر احمد شمس نے دعا کروائی۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت مورخہ 15 جنوری 2022ء دن 12 بجے آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

محترمہ صادقہ ثریا بیگم 22 اپریل 1936ء کو قادیان دارالامان میں مکرم مولوی محمد عبد اللہ پیر کوٹی (واقف زندگی سابق مینجر کریم نگر فارم سندھ) کے ہاں پیدا ہوئیں۔حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کا نام صادقہ ثریا عطا فرمایا۔آپ کے دادا حضرت میاں پیر محمد پیر کوٹیؓ نے اپنے والد حضرت میاں امام الدین پیر کوٹیؓ کے ہمراہ 1898ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔اسی طرح آپ کے نانا حضرت میاں دین محمدؓ (برادر اکبر، محترم میاں غلام محمد اختر) اور ان کے والد حضرت میاں عمر دینؓ بھی صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔

آپ نے اپنے ننھیال مغلپورہ لاہور میں پرورش اور مڈل تک تعلیم پائی۔1952ء میں محمد آباد میں حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کا نکاح مکرم چوہدری محمد صادق (واقف زندگی) مرحوم کے ساتھ پڑھایا۔
(بحوالہ الفضل 22 مارچ 1952ء)

آپ مغلپورہ لاہور سے بیاہ کر اپنے واقف زندگی خاوند کے ساتھ تحریک جدید کے زرعی فارمز محمد آباد، نور نگر، لطیف نگر اور بشیر آباد میں 1978ء تک قیام پذیر رہیں۔یہاں لجنہ کے کاموں میں خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے بعد مرکز احمدیت ٹرانسفر ہوگئی تو تا وفات یہیں قیام رہا۔مغلپورہ لاہور میں جماعتی اجلاسات میں آپ نہ صرف ذوق وشوق کے ساتھ شریک ہوتیں بلکہ آپ ان میں نظمیں بھی پڑھا کرتی تھیں۔آپ 1/9 حصہ کی موصیہ تھیں اور 1959ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئیں۔اپنی زندگی میں اپنی حصہ وصیت ادا کر چکی تھیں۔متعدد جلسہ ہائے سالانہ برطانیہ اور قادیان میں شرکت کا موقع ملا۔

آپ ایک دیندار گھرانہ سے تعلق رکھتی ہیں جن میں بہت سے صحابہ اور واقفین زندگی موجود ہیں۔صحابہ کے درمیان پرورش پائی۔آپ کے والد اور شوہر دونوں واقف زندگی تھے اور اللہ کے فضل سے اولاد میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔جماعتی ماحول کا پرچار، خلفاء کے ساتھ گزرے وقت کی یادیں، صحابہ کی روایات اور سندھ کے مشکل ایام میں گزرے لمحات کی یادیں اور تذکرے سرمایہ حیات تھیں۔آپ کا کمال کا حافظہ تھا جو تادم وفات برقرار رہا۔ باقاعدہ تلاوت قرآن کریم، جماعتی اخبارات و رسائل و کتب سیرت کا مطالعہ، خدمت خلق، انفاق فی سبیل اللہ، مہمان نوازی اور ملازموں سے حسن سلوک آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔کئی سچی خوابیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیں۔بچوں کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کی اور سبھی اولاد پڑھی لکھی اور دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹے اور چھ بیٹیاں عطا کیں۔

بیٹے: 1: خاکسار محمد ساجد قمر (صدر جماعت سینٹرل کرائیڈن UK)

2: مکرم محمد خالد وحید

3: مکرم محمد راشد شمس۔بوسٹن امریکہ (لنگر خانہ امریکہ کے لئے لمبا عرصہ خدمات سرانجام دیں۔)

4: مکرم کمانڈر ناصر احمد (وقف) دفتر پرائیویٹ سیکرٹری اسلام آباد UK

5: مکرم محمد محمود طاہر صاحب (واقف زندگی)۔

بیٹیاں: 1: مکرمہ ناصرہ پروین اہلیہ محمد شفیع خالد صاحب (مرحوم)

2: مکرمہ طاہرہ نسرین (صدر لجنہ حلقہ ڈیئر پارک اہلیہ ڈاکٹر ناصر علی صاحب لندن)

3: مکرمہ ڈاکٹر صالحہ صدیقہ Ph.D اہلیہ ونگ کمانڈر زکریا داؤد صاحب۔آٹوا کینیڈا (نمائندہ الفضل آن لائن کینیڈا)

4: مکرمہ خالدہ طارق اہلیہ طارق محمود ظفر صاحب (امیر و مشنری انچارج کینیا)

5: مکرمہ فائزہ توقیر اہلیہ توقیر احمد صاحب (کارکن جامعہ احمدیہ UK) مقامی لجنہ کی عہدے دار ہیں۔

6: مکرمہ فاخرہ حامد اہلیہ حامد رشید غالب صاحب۔مقامی لجنہ کی عہدے دار ہیں۔

سبھی بچے اور ان کی اولاد اور پھر ان کی اولاد جماعتی خدمت میں پیش پیش ہیں۔آپ کی اولاد در اولاد در اولاد کی تعداد اس وقت 100 سے متجاوز ہوچکی ہے۔الحمد للہ۔وفات کے وقت آپ کے تمام بیٹے اور بیٹیاں اور ان کی کثیر اولاد موجود تھی۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ والدہ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے اور ہمیں آپ کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

ادارہ الفضل کی جانب سے تعزیت قبول فرمائیں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

اور دوسرے معاملات میں روشن خیالی کا نام دے کر بہت سارے معاملات میں ملوث ہوجاتے ہیں جن میں سے بعض کی اسلام اجازت بھی نہیں دیتا لیکن یہ جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بیواؤں کی شادی کرو اس بارے میں بڑی غیرت دکھا رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ یہ جو مَیں نے آیت تلاوت کی ہے کہ تمہارے درمیان جو بیوائیں ہیں ان کی بھی شادیاں کراؤ۔ اور اسی طرح تمہارے درمیان جو تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے نیک چلن ہوں ان کی بھی شادیاں کراؤ۔ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی بنا دے گا۔ اور اللہ بہت وسعت عطا کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا حکم جس پر ہر ایک کو عمل کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ تو بڑا واضح طور پر کھل کر فرماتا ہے کہ معاشرے میں اگر نیکیوں کو فروغ دینا ہے تو معاشرے میں جو شادیوں کے قابل بیوائیں ہیں ان کی بھی شادیاں کرانے کی کوشش کرو ۔۔۔۔۔ معاشرے کا یہ کام ہے کہ چاہے وہ بیوائیں ہوں، چاہے وہ غریب لوگ ہوں ان کی شادیاں کروانے کی کوشش کرو۔ اس طرح معاشرہ بہت سی قباحتوں سے پاک ہو جائے گا، محفوظ ہو جائے گا۔ بیواؤں میں سے بھی اکثر جو ایسی ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ شادی کرانے کی خواہش رکھتی ہوں، ضرورت مند ہوں اور ان میں سے ایسی بھی بہت ساری تعداد ہوتی ہے جو خاوند کی وفات کے بعد معاشی مسائل سے دوچار ہو جاتی ہے۔ معاشرے کے بعض مسائل ہیں جن سے دوچار ہوتی ہے تو ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کو کوئی ٹھکانہ ملے۔ ان کو تحفظ ملے بجائے اس کے کہ وہ مستقل تکلیف اٹھاتی رہیں۔ اس لئے فرمایا کہ پاک معاشرہ کے لئے بھی اور ان کے ذاتی مسائل کے حل کے لئے بھی پوری کوشش کرو کہ ان کی شادیاں کروادو۔ تو یہ ہے حکم اللہ تعالیٰ کا جبکہ جیسا کہ مَیں نے کہا بعض معاشرے اس کو ناپسند کرتے ہیں۔ اسلامی اور احمدی معاشرہ کہلاتے ہوئے بعض لوگ ناپسند کرتے ہیں۔ تو ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مقابلے میں ہماری روایات یعنی وہ جھوٹی روایات جو دوسرے مذاہب یا غیرمسلموں کے بگڑے ہوئے مذہب کا حصہ بن کر ہمارے اندر جڑ پکڑ رہی ہیں، ہمارے اندر داخل ہو رہی ہیں ان کو نکالنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 دسمبر 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

شعراء (مرد حضرات) متوجہ ہوں

شعرائے کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنا کلام بھجواتے وقت اپنی تصویر بھی ساتھ بھجوائیں تا کلام کے ساتھ آویزاں کی جا سکے ۔

فوٹو، ٹوپی کے ساتھ فرنٹ پوز میں ہو تو بہتر رہے گا۔

کان اللہ معکم

(ایڈیٹر)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

فرمان نبویؐ

تم میں سے اس وقت تک کوئی کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں تمہارے نزدیک تمہارے والدین، تمہاری اولاد، تمہارے عزیزو اقرباء اور تمہارے مال و اسباب سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

مرسلہ: محمد عمر تِماپوری، انڈیا

فقہی کارنر

داڑھی رکھنا انبیاء کا طریق ہے

(ایک مہمان) عرب صاحب نے داڑھی کی نسبت دریافت کیا۔حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

یہ انسان کے دل کا خیال ہے بعض انگریز تو داڑھی اور مونچھ منڈوا دیتے ہیں وہ اسے خوبصورتی خیال کرتے ہیں اور ہمیں اس سے ایسی سخت کراہت آتی ہے کہ سامنے ہو تو کھانا کھانے کو جی نہیں چاہتا۔ داڑھی کا جو طریق انبیاء اور راستبازوں نے اختیار کیا ہے وہ بہت پسندیدہ ہے۔ البتہ اگر بہت لمبی ہوجاوے تو کٹوادینی چاہئے۔ ایک مشت رہے۔ خدا نے یہ ایک امتیاز مرد اور عورت کے درمیان رکھ دیا ہے۔

(البدر 6 فروری 1903ء صفحہ 21)

(داؤد احمد عابد ۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

طلوع وغروب آفتاب

24 جنوری 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	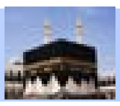	05:41	18:05
مدینہ منورہ	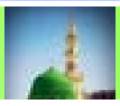	05:45	18:01
قادیان	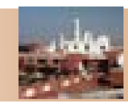	06:02	17:55
ربوہ		05:41	17:35
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:21	16:39